مُسلسل اِشاعت کے ۵۴ سال

شمارہ: ۸ جلد: ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۷ جون 2016

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

فضیلتِ شب برات اور اُس کا حکم

مقدمہ ... تاریخ ابن خیاط

موجودہ حالات اور وزیراعظم نواز شریف

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی

ایک گردن زدنی بدو کی ضمانت

پاکستان میں "را" کے ایجنٹ کی گرفتاری

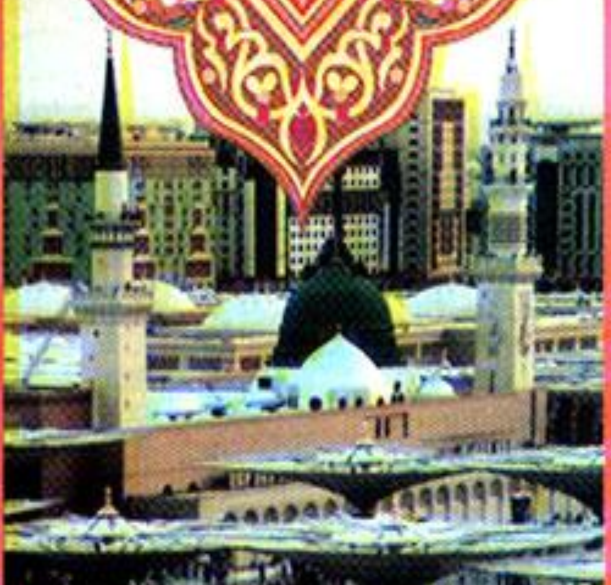

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۸ ○ جلد: ۲۰

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

پاکستان میں ”را“ کے ایجنٹ کی گرفتاری	مولانا اللہ وسایا	03
موجودہ حالات اور وزیر اعظم نواز شریف	مولانا اللہ وسایا	04

مقالات ومضامین

واقعہ معراج شریف (آخری قسط)	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	05
سیدنا حضرت ابو سلمہ عبداللہ مخزومی رضی اللہ عنہ	حافظ محمد انس	13
اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:12)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	16
ایک گردن زدنی بدو کی ضمانت	ماخوذ از: سنہرے فیصلے	19
فضیلت شب برأت اور اس کا حکم	مولانا محمد وسیم اسلم	22
مقدمہ......تاریخ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ	ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری	26

شخصیات

حضرت مولانا عبدالکریم کھڑو رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عبدالصمد ہالیجوی	38
حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	سید محمد اکبر شاہ بخاری	43

رد قادیانیت

ختم نبوت (آخری قسط)	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	47

متفرقات

تبصرہ کتب	ادارہ	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

پاکستان میں ”را“ کے ایجنٹ کی گرفتاری!

مارچ ۲۰۱۶ء کے اواخر میں چمن افغانستان سے را کا حاضر سروس آفیسر کل بھوشن یادیو کو ایف سی حکام نے گرفتار کیا۔ اس نے گرفتاری کے بعد بتایا کہ ہمسایہ ملک میں چاہ بہار پر را کا ایک تربیتی مرکز ہے۔ اس میں را کے ایجنٹوں کو تیار کر کے بلوچستان، کراچی میں بھیجا جاتا رہا ہے اور فسادات کرائے جاتے ہیں۔ اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ پاکستان میں مذہبی منافرت پھیلانے، شیعہ سنی فسادات کرانے کے لئے فنڈنگ کی جاتی ہے اور ان مقاصد کے لئے را کی طرف سے فنڈنگ اس کے ذریعہ کی جاتی تھی۔

ہمارے ملک میں شیعہ سنی فسادات ہوئے اور بہت بری طرح ہوئے۔ اب را کے حاضر سروس آفیسر کا انکشاف کہ ان تمام تر فسادات کے پیچھے را کا ہاتھ تھا۔ اسی طرح کا سالہا سال پہلے حیدرآباد سندھ کے رسالہ بیداری نے بھی انکشاف کیا تھا۔ اسرائیل کی ایجنسی موساد کے حوالہ سے بھی یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ فرقہ واریت کے ان فسادات میں موساد بھی پشت پر تھی۔

اب را کا ایران میں مرکز قائم کر کے پاکستان میں ان فسادات کو ہوا دینا۔ گویا را، اور موساد دونوں مل کر پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کے لئے فنڈنگ کرتے تھے۔ لٹریچر تقسیم کیا جاتا تھا۔ افراد تیار کر کے ان کو میدان میں اتارا جاتا تھا۔ نیشنل ایکشن پلان کے تحت اس فرقہ واریت کے عفریت کو بوتل میں بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ اب ان کے سہولت کاروں کو گرفت میں لیا جارہا ہے۔ اللہ رب العزت کا فضل ہے جو پہلے فرماتے تھے کہ جو نہ بولے وہ بھی .... اب وہ خود نہیں بول رہے۔ ان کی خود بولو رام ہوگئی ہے۔ انہوں نے چپ کا ایسا روزہ رکھا ہے کہ گویا قوت گویائی ہی چھٹی پر چلی گئی ہے۔ اس بحث میں پڑے بغیر کہ کون مجرم تھا؟ کیا ہوا؟ اب کیا ہونا چاہئے؟ ان مباحث میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ہماری بچی تلی رائے ہے کہ محب وطن شیعہ سنی قیادت خود اپنی صفوں کی تطہیر کرے کہ کون کون سے را، اور موساد کے ایجنٹ پاکستان کے دشمنوں نے ہمارے ملک کو خاک وخون میں نہلایا۔ کتنا نقصان ہوا؟ اس پر نظر ڈالیں تو رونگٹے کھڑے ہوتے کہ ہم پر کیا کیا قیامتیں گزر گئی ہیں؟۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی اور جناب ساجد علی نقوی بہت غنیمت محب وطن رہنما ہیں۔ ان کی ذات گرامی اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھا کر حکومت فرقہ واریت کے جن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بوتل میں بند کر کے دفن کر دے اور یہ حضرات اپنی اپنی صفوں میں بھائی چارہ کی فضاء کو مزید وسعت دیں تو توقع ہے کہ اسلامیان وطن چین کا سانس لے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ فضل کریں کہ ایسا ہو جائے۔ آمین!

موجودہ حالات اور وزیر اعظم نواز شریف

را کا ایجنٹ کل بھوشن یادیو گرفتار ہوا تو حساس ادارے نے اخبارات کی اطلاع کے مطابق رمضان شوگر ملز چنیوٹ میں چھاپہ مار کر کئی بھارتی گرفتار کئے۔ ان گرفتار شدگان کا تعلق بھی کل بھوشن کے نیٹ ورک سے بتایا جارہا ہے۔ اس طرح رحیم یار خان کی شوگر ملوں میں بھی بھارتیوں کے گرفتار ہونے کی خبریں بھی گشت کر رہی ہیں۔

چنیوٹ کی مل کا تعلق جناب نواز شریف صاحب اور رحیم یار خان کی مل کا پی.ٹی.آئی کے رہنما جہانگیر ترین سے بتایا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر کیا یہ کہنے کی اجازت ہوگی کہ اگر اس طرح بھارتی لوگ کسی دینی مدرسے سے (معاذاللہ) گرفتار ہوتے تو اس کو تورابورا کے پہاڑوں کی طرح راکھ بنا دیا جاتا۔ لیکن اگر ان ملوں سے متعلق یہ خبریں صحیح ہیں تو ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ وہ بھی قوم کو نظر آنی چاہیے۔

جناب نواز شریف کے اردگرد ابھی خبر بالا کی گرد نہیں بیٹھی تھی کہ پناما لیکس نے مشکل پیدا کر دی۔ اب وہ بیرون ملک علاج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ابھی ابتداء عشق ہے۔ ممتاز قادری کا خون کیا کیا رنگ لائے گا۔ اس کے لئے آپ ہم سب قدرت کے نظاروں کے منتظر رہیں۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

ضروری وضاحت

گزشتہ ماہ کے ماہنامہ لولاک کے ادارتی صفحات میں لکھا گیا کہ شیعہ سنی تنازعہ کوٹلہ جام کی صلح ہوگئی ہے اور دونوں فریقوں کے ملزمان رہا ہو گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں اپریل کے اوائل میں مولانا محمد احمد لدھیانوی لاہور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا کہ دونوں طرف کے ملزمان ابھی رہا نہیں ہوئے۔ کیونکہ ہائیکوٹ میں دائر ایک کیس رکاوٹ ہے۔ تاہم صلح ہوگئی ہے اور دونوں فریقوں کے بیانات صلح بھی عدالت میں ہو گئے ہیں یہ کہ اس صلح کے لئے حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے بھی بہت مبارک سعی کی۔ قارئین دعا کریں کہ خدا کرے کہ یہ سب رہا ہو جائیں۔ آمین!

واقعہ معراج شریف

آخری قسط

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ﷫

حضور ﷺ کی ساتوں آسمانوں پر تشریف آوری

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آسمان دنیا پر پہنچے۔ جبرائیل نے آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ دربان کی طرف سے پوچھا گیا کون ہیں؟ کہا جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں! فرشتوں نے یہ سن کر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا۔ اسی طرح تمام آسمانوں کے دروازے جبرائیل علیہ السلام نے کھلوائے اور دربانوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ بیہقی میں ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچے۔ اس کا نام باب الحفظہ ہے۔ اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اس کا نام اسماعیل ہے۔ اس کی ماتحتی میں بارہ ہزار فرشتے ہیں۔ (کیا فرشتوں کو آپ ﷺ کے آنے کی خبر نہیں تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ) بخاری کی ایک روایت میں بھی ہے کہ آسمان والوں کو خبر نہیں ہوتی کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے۔ جب تک کہ ان کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے۔ جیسے یہاں جبرائیل کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتوں کے اس پوچھنے کی وجہ بھی معلوم ہوگئی کہ کیا ان کے پاس کلام الٰہی پہنچا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں آسمان سے دنیا پر پہنچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل نے فرمایا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: اچھے بیٹے اور اچھے نبی کو خوش آمدید ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آسمان دنیا میں ایک شخص کو بیٹھا دیکھا۔ جن کے دائیں اور بائیں طرف کچھ صورتیں نظر آتی ہیں۔ جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ صورتیں دائیں اور بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ دائیں والے جنتی اور بائیں والے جہنمی ہیں۔ اس لئے دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

بزار کی حدیث میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں طرف ایک دروازہ ہے جس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائیں طرف ایک دروازہ ہے اس میں سے بدبودار ہوا آتی ہے۔ جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو مغموم ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرائیل آگے لے کر چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں (وہاں) پہنچا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ ان دونوں نے جواب دیا۔ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر مجھ کو جبرائیل علیہ السلام تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں (وہاں) پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام (وہاں) موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ یوسف ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہا اچھے بھائی اور اچھے نبی کے لئے خوش آمدید ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک بڑا حصہ عطاء کیا گیا ہے۔“ (کذافی المشکوٰۃ عن مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرائیل آگے لے کر چلے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام (وہاں) موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا: اچھے بھائی اور اچھے نبی کو خوش آمدید ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام پھر مجھ کو لے کر آگے چلے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام وہاں موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا: اچھے بھائی اور اچھے نبی کو خوش آمدید ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرائیل علیہ السلام آگے لے کر چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہا: اچھے بھائی اور اچھے نبی کو خوش آمدید ہو۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے۔ ان سے پوچھا گیا آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد بھیجے گئے جن کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے۔ میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے بہت زیادہ ہوں گے تو مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انہوں نے میری ایسی اطاعت نہ کی جس طرح محمد (ﷺ) کی امت محمد ﷺ کی اتباع کرے گی۔ اس لئے میری امت کے ایسے لوگ جو جنت سے محروم رہے تو ان کے حال پر رونا آتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھ کو جبرائیل آگے لے کر ساتویں آسمان کی طرف چلے اور دروازہ

کھلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام (وہاں) موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا اچھے بیٹے اور اچھے نبی کو خوش آمدید ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے بیٹھے تھے اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جن کی باری دوبارہ نہیں آتی۔ (یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہیں) (کذافی المشکوٰۃ عن مسلم)

حضور ﷺ کا سدرۃ المنتہیٰ کی طرف سفر

بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے ہجر کے مٹکے (ہجر ایک جگہ کا نام ہے) اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان ہوں۔ (یعنی اتنے بڑے تھے) جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں۔ دو اندر جارہی ہیں اور دو باہر آرہی ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے باہر آنے والی دو نہروں کے بارے میں پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: جو نہریں اندر جارہی ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں۔ جو باہر جارہی ہیں یہ نیل اور فرات ہیں۔

پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا، دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ کو اختیار کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت (یعنی دین) ہے۔ جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی۔

ابن ابی حاتم ؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے اوپر کی سطح پر لے گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دی ہے۔ اس کے اندر سونے اور چاندی کے برتن تھے اور وہ نہر یاقوت اور زمرد، کے پتھروں پر چلتی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ میں نے ایک برتن لے کر اس میں سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

بیہقی کی حدیث میں ابوسعید کی روایت سے ہے کہ وہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام سلسبیل تھا اور اس سے دو نہریں نکلتی تھیں۔ ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا۔ وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ زمین سے جو اعمال اوپر جاتے ہیں وہ اس تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اٹھالئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ پہلے اسی پر اترتے ہیں اور وہاں سے نیچے (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں (اسی لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے) بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسی رنگوں نے چھپالیا کہ معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے اور مسلم میں ہے کہ وہ سونے کے پروانے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ سونے کی ٹڈیاں تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کو فرشتوں نے چھپالیا اور مسلم کی ایک

روایت میں ہے کہ جب خدا کے حکم سے اس کو ایک عجیب چیز نے چھپالیا تو اس کی صورت بدل گئی۔ مخلوق میں کوئی شخص اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔ ایک روایت میں سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے اور برتنوں کے پیش کئے جانے کے درمیان میں یہ بھی ہے کہ پھر میرے سامنے بیت المعمور بلند کیا گیا۔ (کذا رواہ مسلم) ایک روایت میں سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھنے کے بعد یہ بھی ہے کہ پھر جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔ (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین)

حضور ﷺ کا بیت المعمور پہنچنا

بخاری میں بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنوں کے پیش کئے جانے کے بعد روایت ہے۔ پھر مجھ پر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ ایک روایت میں ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کے بعد کی ہے کہ پھر مجھ کو اوپر لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ہموار میدان میں پہنچا جہاں میں نے قلموں کی آواز (جو لکھنے کے وقت آواز پیدا ہوتی ہے) سنی۔ مجھ پر اللہ نے پچاس نمازیں فرض کیں۔ (کذا فی المشکوۃ عن الشیخین)

فائدہ:...... پہلی روایت سے بیت المعمور کی سیر کے کچھ دیر بعد نماز کا فرض ہونا معلوم ہوتا ہے اور دوسری روایت سے میدان میں پہنچنے کے فوراً بعد نماز کا فرض ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دونوں روایتوں میں یہ ترتیب سمجھ میں آتی ہے کہ بیت المعمور کے پیش ہونے کے بعد میدان میں پہنچے ہوں گے۔ پھر اس میدان میں پہنچنے کے بعد نمازیں فرض ہوئی ہوں گی۔ واللہ اعلم!

حضور ﷺ کی ایک خصوصیت

امام بخاری ؒ نے حضرت علیؓ سے معراج کے متعلق ایک حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں جبرائیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ حجاب تک پہنچے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایک فرشتہ حجاب میں سے نکلا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دین دے کر بھیجا ہے۔ ’’جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں مخلوق میں رہنے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوں۔‘‘ دوسری حدیث میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے جدا ہو گئے اور مجھے تمام آوازیں آنی بند ہوگئیں۔ (کذا فی الشرح النووی مسلم)

شفاء الصدور میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور میرے رب کی طرف چلنے کے سفر میں میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچ کر رک گئے۔ میں نے کہا: جبرائیل: کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے۔ انہوں نے کہا: اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں گا تو نور سے جل جاؤں گا۔

فائدہ: شیخ سعدی ؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سرموئی برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ:...... ''بیت اللہ کے سردار (آپ ﷺ) نے ان (جبرائیل) سے کہا: اے وحی اٹھانے والے آگے چل، جب آپ نے مجھے دوستی میں مخلص پایا، میری رفاقت سے باگ کیوں موڑی۔ انہوں نے کہا میری طاقت اس سے زیادہ نہیں۔ اوپر جانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر میں ایک بال کے برابر اوپر چڑھوں، تجلی کی شعائیں میرے پروں کو جلا دیں گی۔''

حضور ﷺ کا حق تعالیٰ کو دیکھنا اور بات کرنا

ترمذی ؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ عبدالرزاق نے روایت کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر سے دیکھنے کو ثابت کیا۔ کعب احبار ؒ اور زہری ؒ اور معمر ؒ سب اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے قول نقل کیا ہے کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت (دوستی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو۔ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو اور رویت (دیکھنا) حضرت محمد ﷺ کے لئے ہو۔ (نسائی عن ابن عباس صححہ الحاکم)

معراج کے مواقع پر حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے باتیں

صحاح میں کلام ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے یہ باتیں ہوئیں:

۱...... پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

۲...... خواتیم سورۃ بقرہ (یعنی سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں) عنایت ہوئیں۔

۳...... جو شخص آپ ﷺ کی امت میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اس کے گناہ معاف کئے گئے۔ (کذا رواہ مسلم)

۴...... یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس کو کر لیا تو (کم از کم) دس گنا بڑھا کر لکھی جائے گی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے اور پھر اس کو نہ کر سکے تو وہ بالکل نہ لکھی جائے گی اور اگر اس کو کر لے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔ (رواہ مسلم)

حضور ﷺ کی اوپر کے آسمانوں سے نیچے کے آسمانوں کی طرف واپسی

بخاری میں بیت المعمور کی سیر اور شراب، دودھ اور شہد کے برتن پیش ہونے کے بعد ہے کہ پھر مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ میں واپس لوٹا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ واپسی میں میرا گزر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا؟ میں نے کہا دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ آپ کی امت سے دن رات میں پچاس نمازیں ہرگز نہ پڑھی جائیں گی۔ واللہ! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہوں۔ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے آسانی کی درخواست کیجئے۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا تو دس اور کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا میں پھر لوٹا تو مجھ کو دن میں دس نمازوں کا حکم ہوا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر لوٹا۔ اب دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت (یعنی ساری امت) ہر دن پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی اور میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہوں۔ پھر اپنے رب کے پاس جایئے اور اپنے لئے اور آسانی مانگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے بہت درخواست کی یہاں تک کہ میں شرما گیا۔ (اگرچہ پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب میں اسی پانچ نمازوں پر راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے (حق تعالیٰ کی جانب سے) پکارا: میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں کے لئے آسانی کر دی۔

پانچ نمازوں کی فضیلت

مسلم کی روایت میں پانچ نمازوں کا حکم ہونا آ رہا ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ اے محمد (ﷺ) دن اور رات میں یہ پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس کے برابر ہے تو پچاس ہی ہو گئیں۔ (یعنی ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا) اور نسائی میں ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔ میں نے جس دن آسمان زمین پیدا کیا تھا۔ (اسی دن) آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں تو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کیجئے۔ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے: ''بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ مگر ان سے (وہ بھی ادا) نہ ہو سکیں اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں تو آپ اور آپ کی امت اس کی پابندی کریں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکی بات ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ پھر جایئے (اور آسانی کرایئے)

گھر میں نہیں گیا۔ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد یہ ہوا: یہ پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔" (کذافی المشکوٰۃ)

آسمانوں سے زمین کی طرف واپسی

محمد بن اسحاق ام ہانی بنت ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے معراج نبوی کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو معراج ہوئی۔ آپ ﷺ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر سے پہلے کا وقت ہوا تو ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جگایا۔ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا: ام ہانی! میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ جیسا کہ تم نے دیکھا تھا۔ پھر میں بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی۔ پھر اب صبح کی نماز میں نے تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم (لوگ) دیکھ رہے ہو۔ پھر آپ ﷺ باہر جانے کے لئے اٹھے تو میں نے آپ ﷺ کی چادر کا کونہ پکڑ لیا اور عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! آپ لوگوں سے یہ قصہ نہ بیان کیجئے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور ایذاء دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واللہ! میں ان سے اس قصہ کو ضرور بیان کروں گا۔ میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جائے۔ تاکہ آپ ﷺ لوگوں سے جو کہیں اور لوگ جو آپ ﷺ سے کہیں اس کو سنے۔

جب آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو قصہ سنایا۔ انہوں نے تعجب کیا اور کہا: اے محمد (ﷺ)! اس کی کوئی نشانی بھی ہے۔ (جس سے ہم کو یقین آئے) کیونکہ ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نشانی یہ ہے کہ میں فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گزرا تھا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا۔ میں نے ان کو بتایا تھا۔ اس وقت میں شام کی طرف جارہا تھا۔ (یعنی سفر معراج کا آغاز تھا) پھر میں واپس آیا اور جب ضجنان میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر پہنچا تو میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا۔ ان کے ایک برتن میں پانی تھا اور انہوں نے اس کو ڈھانک رکھا تھا۔ میں نے ڈھکنا اتار کر اس کا پانی پیا۔ پھر اسی طرح برتن ڈھانک دیا۔ اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کا قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کی طرف آرہا ہے۔ سب سے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہے اس پر دو بورے لدے ہوئے ہیں۔ ایک کالا، دوسرا دھاری دار ہے۔ لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے تو اس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ دوسروں سے بھی پوچھا (جن کے اونٹ کا بھاگنا بیان فرمایا تھا) یہ لوگ مکہ آچکے تھے۔ انہوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا۔ اس وادی میں ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا۔ ہم نے ایک شخص کی آواز سنی کہ ہمیں اونٹ کا بتارہا ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا۔ (کذافی سیرۃ ابن ھشام)

بیہقی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ان کو بدھ کے دن قافلہ آنے کی خبر دی۔ جب بدھ کا دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے۔ یہاں تک کہ سورج غروب کے قریب پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو سورج غروب ہونے سے رک گیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا لوٹ آئے۔

معراج کا قصہ سننے کے بعد سننے والوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی ﷺ کو رات ہی رات مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا۔ بعض جو مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے اور بعض مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا: اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھ کو رات ہی رات بیت المقدس لے جایا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا وہ ایسا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں! ۔ انہوں نے فرمایا: اگر وہ کہتے ہیں تو ٹھیک کہتے ہیں۔ لوگ کہنے لگے کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے؟ (حالانکہ بیت المقدس کس قدر دور ہے) انہوں نے فرمایا: ہاں میں تو اس سے زیادہ دور کی بات میں ان کی تصدیق کرتا ہوں؟ یعنی آسمان کی خبر کے بارے میں جو ان کے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار میں کم ہے) ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی لئے ان کا نام صدیق رکھا گیا۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک وابن اسحاق)

واقعہ معراج کے بارے میں کفار کا سوال کرنا اور آپ ﷺ کا جواب دینا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں جن کو میں نے (ضرورت نہ سمجھنے کی وجہ سے) یاد نہ کیا تھا تو مجھ کو اس قدر گھٹن ہوئی کہ ایسی کبھی نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا کہ جو جو وہ مجھ سے پوچھتے تھے میں بیت المقدس کو دیکھ کر بتاتا تھا۔ (رواہ مسلم کذافی مشکوۃ)

ابن سعد ؒ نے ام ہانیؓ سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس تصویر کی شکل میں میرے سامنے آ گیا اور میں ان لوگوں کو اس کی علامتیں بتلا رہا تھا۔ ام ہانیؓ کی اس حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: میں نے ان کو (غیر ضروری ہونے کی وجہ سے) گنا نہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں: بس میں اس کو دیکھتا رہتا اور ایک ایک دروازہ کو شمار کرتا جاتا تھا۔ ابویعلیٰ ؒ کی روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم ابن عدی جبیر بن مطعم کا والد تھا۔

سیدنا حضرت ابوسلمہ عبداللہ مخزومی رضی اللہ عنہ

حافظ محمد انس

الحمد لولیه و الصلوٰة علیٰ نبیه محمد و علیٰ اٰله و اصحابه اجمعین!

حضرت ابوسلمہ عبداللہؓ کا شمار ان عظیم المرتبت اور عظیم الشان صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ جن کو دربار آقا ﷺ میں خاص مقام حاصل تھا۔ آپ کا خاندان بنومخزوم زمانہ جاہلیت میں بھی خاص اہمیت اور شان کا مالک تھا۔ اس خاندان کو اقتدار بھی حاصل رہا۔ آپ کو حضور ﷺ سے قرابت کا شرف حاصل تھا۔

آپ کی والدہ حضور ﷺ کے والد ماجد کی بہن تھیں۔ اس لحاظ سے آپ، حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حضرت امام بخاری ؒ اور حضرت امام مسلم ؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوسلمہ عبداللہ مخزومیؓ کو حضور ﷺ کا رضاعی بھائی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

''ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم'' حضرت ابوسلمہؓ طبعاً نہایت نیک نفس اور پاک باز انسان تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو فطرت سلیمہ سے نوازا تھا۔ اچھائی کو قبول کرنا اور بدی سے دور رہنا۔ یہ آپ کی نیک طبیعت کا خاصہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے ابتدائی دور (جب اسلام قبول کرنا مصائب اور موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا) میں اسلام قبول کیا اور سابقون الاولون میں شامل ہوگئے۔ بعض اہل سیر حضرات نے لکھا ہے کہ آپ نے اس وقت دعوت حق کو قبول کیا جب صرف دس افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔ یوں آپ کو سابقون الاولون میں بھی امتیازی شان حاصل تھی۔

قبول اسلام کے بعد آپ بھی باقی صحابہ کرامؓ کی طرح کفار مکہ کے ظلم وستم کا نشانہ بن گئے۔ جب کفار مکہ کے مظالم انتہائی حدوں کو پار کر گئے تو مسلمانوں کو حضور ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ چنانچہ سب سے پہلے پندرہ افراد کے قافلے میں حضرت ابوسلمہؓ اور ان کی اہلیہ ام سلمہؓ بھی شامل تھیں۔ حبشہ پہنچنے کے صرف تین ماہ بعد وہاں پر مسلمانوں نے یہ خبر سنی کہ کفار مکہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان صلح ہوگئی ہے تو بعض مہاجرین مکہ نے واپسی کا سفر شروع کیا۔ ان سفر کرنے والوں میں آپ اور آپ کی اہلیہ بھی تھیں۔ مکہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی تھی۔ پھر ان حضرات نے واپس حبشہ جانا مناسب نہ سمجھا اور قریب کسی شہر میں پناہ لے لی۔ اہل اسلام کی تعداد میں اضافہ کفار مکہ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ انہوں نے طرح طرح کے مظالم آزمالئے تھے۔ جب کفار کی سنگ دلی انتہا کو پہنچ گئی تو پھر حضور ﷺ نے مسلمانوں کو دوسری مرتبہ حبشہ کی طرف اجازت عنایت فرمائی۔

اب اہل حق کے قافلہ کی تعداد تقریباً ایک سو تین تھی۔ ان میں حضرت ابو سلمہؓ اور آپ کی اہلیہ بھی تھیں۔ گویا کہ آپ نے دوسری مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ کئی سال حبشہ میں غربت کی زندگی گزرانے کے بعد حضرت ابو سلمہؓ اور ان کی اہلیہ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ یہاں اپنے قبیلہ و دیگر کفار کے مظالم برداشت کرنے کے بعد ہجرت نبوی ﷺ سے تقریباً سوا سال پہلے حضرت ابو سلمہؓ نے کفار کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت آپ کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ جس پر آپ نے اپنی اہلیہ اور اپنے ننھے سے بچے سلمہ کو سوار کرایا۔ خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیدل چل پڑے۔

حضرت ام سلمہؓ کے قبیلہ بنو مغیرہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے اونٹ کو گھیر لیا۔ ابو سلمہؓ کو کہا تم اکیلے جا سکتے ہو۔ مگر ہماری لڑکی ام سلمہؓ کو نہیں لے جا سکتے۔ ام سلمہؓ کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔ اتنے میں ابو سلمہ کے خاندان والے آ گئے۔ انہوں نے ام سلمہ سے ان کا بچہ چھین لیا۔ حضرت ام سلمہؓ کے قبیلہ والوں سے کہا تم نے ہمارے آدمی سے اپنی لڑکی کو چھین لیا تو پھر ہم اپنے لڑکے سلمہ کو تمہارے پاس کیوں چھوڑیں۔ اب گویا کہ حضرت ابو سلمہؓ کی اہلیہ کو ان کے قبیلہ والے لے گئے اور بیٹے سلمہ کو اپنے قبیلہ والے لے گئے۔ اس دردناک منظر کو برداشت کرنے کے بعد حضرت ابو سلمہؓ دل پر پتھر رکھ کر بیوی بچے کے بغیر تنہا مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور قباؔ کے مقام پر قیام کر لیا۔ حضرت ام سلمہؓ روزانہ گھر سے نکل کر ایک ٹیلہ پر بیٹھ کر اپنے شوہر اور بچے کو یاد کر کے روتی تھیں۔ آخر کار ان کے قبیلہ کے ایک سمجھدار آدمی کو ان پر ترس آ گیا۔ اس نے تمام قبیلہ والوں کو اکٹھا کر کے حضرت ام سلمہؓ کے متعلق اجازت لے کر ان کو اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ جب حضرت ابو سلمہؓ کے قبیلہ والوں نے دیکھا کہ حضرت ام سلمہؓ کو اجازت مل گئی ہے تو انہوں نے پھر ان کے بچے سلمہ کو بھی ماں کے حوالے کر دیا۔ پھر حضرت ام سلمہؓ اپنے بیٹے سلمہ کو لے کر اونٹ پر سوار ہو کر چلتے چلاتے قباء کے مقام پر اپنے شوہر حضرت ابو سلمہؓ سے جا ملیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے مدینہ تشریف لانے تک آپ نے قباء میں ہی قیام فرمایا۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ بھی بیوی بچوں کے ہمراہ مدینہ آ گئے۔

پھر آپ نے حضور ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شرکت بھی فرمائی اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ غزوہ احد میں بھی سرفروشانہ حصہ لیا۔ اسی غزوہ احد کے درمیان ایک زہر آلود تیر آپ کے بازو میں لگا جس کا زخم کچھ عرصہ ٹھیک ہونے کے بعد پھر ہرا ہو گیا۔ بہت زیادہ اس زخم کا علاج کرایا گیا۔ مگر حضرت ابو سلمہؓ کے بچنے کی امید بالکل نہ رہی۔ آخر حالت میں کئی مرتبہ حضور ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لاتے رہے۔

جمادی الاخریٰ ۴ ہجری میں ایک دن حضور ﷺ کو خبر ملی کہ حضرت ابو سلمہؓ شدید علالت میں ہیں اور موت وحیات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ حضور ﷺ فوراً ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت ان محبّ رسول پر نزع کی حالت طاری ہو چکی تھی۔ آنکھیں کھلی تھی۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی گھر کے اندر قدم مبارک رکھے تو اس شیدائی رسول نے ایک حسرت بھری نگاہ چہرہ انور پر ڈالی اور جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی آنکھیں صرف دیدار رسالت مآب ﷺ کے لئے کھلی تھیں۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھیں بند کیں۔ گھر والوں کو صبر کی تلقین کی۔ دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر نماز جنازہ بھی حضور ﷺ نے خود پڑھائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

کس عزیمت کے تھے مالک یہ نفوس قدسی
جو بڑی وقت کے ہاتھوں وہ کڑی جھیل گئے
صرف اسلام کی خاطر فقط اللہ کے لئے
جان پہ کھیلنا آتا تھا انہیں کھیل گئے
ہم تک اسلام پہنچا تو صرف ان کے طفیل
یہ غلامان خدا نور رسالت کے امیں
سربسر پیکر ایثار مجسم ایمان
حشر تک ان سا ہو پیدا ممکن ہی نہیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے دورے

مولانا شجاع آبادی نے لکی مروت کے جامعہ دارالہدیٰ، جامعہ دارالعلوم بنوری ٹاؤن میں مولانا ابراہیم ادھمی، مولانا محمد طیب فاروقی کی معیت میں دورے کئے اور طلبہ واساتذہ کرام سے خطاب کیا۔ نیز سرائے نورنگ کے مدرسہ تعلیم الاسلام، مردان کے دارالعلوم زرشک، تخت بھائی کے مدرسہ جامعہ عبداللہ ابن عباسؓ، شیرگڑھ کے مدرسہ دارالعلوم شیرگڑھ، چارسدہ کے تدریس القرآن، مسجد بابا میں قائم مدرسہ جامع مسجد کرے شاہ نوشہرہ کے دارالعلوم میں خطاب کیا۔ مولانا راشد مدنی نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد میں خطاب کیا۔ نیز مولانا شجاع آبادی نے لیہ کے اشرف المدارس، مدرسہ عثمان علی، تعلیم القرآن احیاء العلوم کوٹ ادو کے جامعہ مظاہر العلوم، علی پور کے جامعہ حسینیہ، جامعہ حبیب المدارس، مظفرگڑھ کے جامعہ احیاء العلوم، کہروڑپکا کے جامعہ اسلامیہ باب العلوم، میلسی کے جامعہ ابوہریرہ، ملتان کے جامعہ خیرالمدارس، دارالعلوم رحیمیہ، جامعہ نظامیہ نعمانیہ، کبیروالا کے جامعہ دارالعلوم، فیصل آباد کے جامعہ امدادیہ اسلامیہ، جامعہ عربیہ اسلامیہ، جامعہ محمدیہ، جامعہ عبیدیہ میں خطاب کئے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامعہ عثمانیہ، جامعہ سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان میں خطاب فرمایا۔ مولانا اسحاق ساقی نے مدرسہ سراج العلوم لودھراں، دارالقرآن کہروڑپکا میں خطاب فرمایا۔

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:12

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۱۱...... سعد بن خولی ابن سبرہ ابن دریم ابن قیس الکلبیؓ

بعض حضرات نے فرمایا کہ آنجناب فارسی النسل تھے۔ یہ اپنے آقا حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کے فرزند گرامی حضرت عبداللہؓ کا انصار میں حصہ مقرر فرمایا۔ (اسد الغابہ ص۲ر۳۱۰)

۱۱۲...... سعید بن زید ابن عمرو ابن نفیل القرشی العدویؓ

آپ کی کنیت ''ابوالاعور'' ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت بعجہ تھا۔ جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کے دار ارقم کو اپنا مسکن بنانے سے پہلے مسلمان ہوئے۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ سرور دو عالم ﷺ نے آپ اور رافع بن مالک الزرقیؓ کے درمیان مواخات فرمائی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ابی بن کعبؓ کے درمیان مواخات فرمائی۔ غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ غزوہ بدر میں عدم شرکت کی وجہ یہ تھی کہ رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں اک اہم مہم میں ان کی ڈیوٹی لگائی۔ جب مہم سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا کیا اجر ہوگا؟۔ حضور ﷺ نے انہیں حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ اور سعید بن زیدؓ کے ساتھ ملک شام کی طرف حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ تو یہ حضرات واقعہ بدر کے دن واپس مدینہ طیبہ آئے۔ رحمت عالم ﷺ نے انہیں غزوہ بدر کے شرکاء میں شامل فرمایا اور مال غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا۔ سعیدؓ صاحب الرائے صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں دمشق کا والی مقرر فرمایا۔ آنجناب پیدا تو مکہ میں ہوئے۔ لیکن آپ کی وفات عقیق میں ہوئی اور تدفین مدینہ طیبہ میں۔ حضرت عمرؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔ نیز آپ سے ۴۸، احادیث مروی ہیں۔

(سیرت ابن ہشام ۲ر۳۳۰)

۱۱۳...... سلمہ بن اسلم ابن حریش الاوسی الحارثیؓ

آپ کی کنیت ابوسعد تھی۔ حضرت سلمہ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ عراق میں جسر ابی عبید الثقفی کے موقع پر شہید ہوئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے اوائل میں شہید

ہوئے۔ بوقت شہادت آنجناب کی عمر ۶۳ سال تھی۔ (ابن ہشام ۲؍۳۴۲)

۱۱۴...... سلمۃ بن ثابت ابن وقش الاشہلی الاوسیؓ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام لیلۃ بنت یمان تھا جو حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت سلمہؓ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد کے موقع پر انہیں ابوسفیان نے شہید کیا۔ اسی طرح ان کے والد محترم ثابت بن وقش اور چچا رافع بن وقش بھی شہید ہوئے۔ (طبقات بن سعد ۳؍۴۴۲)

۱۱۵...... سلمہ بن سلامۃ بن وقش الاشہلی الاوسیؓ

آپ کی کنیت ابوعوف تھی۔ حضرت سلمہ بن سلامہ عقبہ اولیٰ اور عقبہ اخریٰ میں ستر انصاری صحابہ کرامؓ کے ساتھ شامل تھے۔ نیز آپ غزوہ بدر، احد سمیت تمام غزوات میں رحمت دوعالم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں یمامہ کا گورنر مقرر کیا۔ رحمت عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد انہیں حضرت زبیر بن عوامؓ کا بھائی قرار دیا۔ آپ ۴۵ ہجری میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے اور مدینہ طیبہ میں مدفون ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲؍۳۴۳،۳۴۲)

۱۱۶...... سلیط بن قیس ابن عمرو الخزرجی الانصاریؓ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام زغیبہ بنت زرارہ تھا جو بہن تھیں حضرت اسعد بن زرارہؓ کی۔ جب حضرت سلیط اور ابوخزمہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے بنوعدی بن نجار کے بتوں کو توڑا۔ حضرت سلیطؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں سرور کائنات ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور جسر ابی عبید کے موقع پر ۱۴ ہجری میں شہید ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام ۲؍۳۶۳)

۱۱۷...... سلیم بن الحارث بن ثعلبہ الخزرجیؓ

آپ نعمان، ضحاک اور قطبہ کے بھائی ہیں۔ سلیم کی اولاد الحکم وعمیرہ ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ سمیہ بنت ہلال ہیں۔ آپ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ آپ ماہ شوال المکرم ۳۲ ہجری میں شہید ہوئے۔ (الاصابہ ۲؍۴۷)

۱۱۸...... سلیم بن عمرو بن حدیدۃ الخزرجیؓ

بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر انصاری حضرات کے ساتھ شامل تھے۔ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد کے موقع پر شہید ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کے غلام عنترۃ بھی شامل تھے۔ ہجرت کو ابھی بتیس ماہ گزرے تھے۔ آپ نے کوئی وارث نہیں چھوڑا۔ (طبقات بن سعد ۳؍۵۸۰)

۱۱۹......سلیم بن قیس ابن قہد الخزرجیؓ

آپ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں رحمت عالم ﷺ کے ساتھ رہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ یہ حضرت خولہ بنت قیسؓ کے بھائی ہیں جو حضرت امیر حمزہؓ بن عبدالمطلب کی زوجہ محترمہ تھیں۔ (سیرت ابن ہشام ۲/۳۵۹)

۱۲۰......سلیم بن ملحان ابن خالد الخزرجیؓ

آپ حضرت ام سلیمؓ اور ام حرامؓ کے بھائی ہیں اور حضرت انس بن مالکؓ کے ماموں ہیں۔ اپنے بھائی حرام کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں بھی۔ بیر معونہ کے موقع پر شہید ہوئے جو ماہ صفر میں ہجرت کے ۳۶ ماہ بعد واقع ہوا۔ آپ نے اپنا کوئی وارث نہیں چھوڑا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۵۱۶)

ساٹھ سال بعد مسجد مسلمانوں کے حوالے

ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر ضلع خوشاب نے سید اطہر حسین شاہ بخاری کی درخواست پر فیصلہ سناتے ہوئے گذشتہ تقریباً ساٹھ سالوں سے قادیانیوں (غیر مسلموں) کے غیر شرعی، غیر قانونی اور ناجائز غاصبانہ قبضہ سے واگزار کروا کر مسلمانوں کے حوالے کروادی۔ جس پر مسلمانوں نے انتہائی خوشی اور اطمنان کا اظہار کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کا قبضہ لینے کے بعد اسے باقاعدہ غسل دیا گیا اور باجماعت نماز کی ادائیگی شروع کردی ہے تفصیلات کے مطابق چک نمبر 2-TDA تحصیل قائد آباد ضلع خوشاب میں پانچ کنال اراضی جو حکومت پنجاب کی ملکیتی تھی اس جگہ کو ساٹھ سال قبل اہل اسلام کے لیے وقف برائے مسجد کردیا گیا تھا۔ جس پر ۱۹۵۵ء میں ایک مسجد تعمیر کی گئی جس میں مقامی لوگ نماز ادا کرتے چلے آرہے تھے کہ ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر کافر اور غیر مسلم قرار دیا۔ اس کے بعد مذکورہ مسجد میں قادیانیوں کا داخلہ روک دیا گیا مگر اس کے باوجود قادیانیوں نے غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف مسجد بلکہ مسجد کی ملکیتی اراضی پر بھی قبضہ کرلیا اور زبردستی دھونس دھاندلی سے مسجد پر قابض چلے آرہے تھے جو سید اطہر حسین شاہ نے ۲۰۱۲ء میں مسجد کی واگزاری کے لیے مقامی تھانہ میں درخواست دائر کی جو بعد ازاں سیشن کورٹ سے اور پھر عدالت عالیہ تک مقدمہ بازی چلتی رہی اور یہ ساری مقدمہ بازی مذکورہ سائل سید اطہر حسین شاہ کے حق میں ہوتی رہی جو بالآخر عدالت عالیہ لاہور نے ڈی سی او خوشاب کو ہدایت کی کہ فریقین کو سن کر فیصلہ کرے جس پر باقاعدہ سماعت ہوئی جو ڈی سی او فریقین کے وکلاء کے دلائل سننے اور ریکارڈ ملاحظہ کرنے کے بعد مسجد مسلمانوں کے حوالے کرنے کے احکامات سنائے۔

ایک گردن زدنی بدو کی ضمانت

ماخوذ از: سنہرے فیصلے

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ مجلس میں جلوہ افروز تھے۔ اتنے میں دو نوجوان ایک دیہاتی آدمی کو پکڑے ہوئے لائے اور حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے اسے کھڑا کر دیا۔ امیر المؤمنین نے پوچھا: بات کیا ہے؟ نوجوانوں نے عرض کی اے امیر المؤمنین! اس نے ہمارے والد کو ناحق قتل کیا ہے۔ امیر المؤمنین نے پوچھا: تو نے ان کے باپ کو کس طرح قتل کیا ہے؟ دیہاتی نے جواب دیا: وہ اپنا اونٹ لے کر میری زمین میں داخل ہوگیا۔ میں نے اسے داخل ہونے سے منع کیا۔ لیکن اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نے پتھر اس کو دے مارا۔ پتھر اس کے سر پر لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے دیہاتی کی گفتگو سنی اور فرمایا: قصاص، قصاص! (یعنی خون کا بدلہ خون)

کوئی اقرار نامہ نہیں لکھا گیا بلکہ یہ فیصلہ ایسا تھا جس میں کسی مناقشے کی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس دیہاتی کے خاندان کی بابت نہیں پوچھا کہ وہ کس قبیلے کا ہے؟ کیا وہ کسی معزز قبیلے کا ہے؟ کیا اس کا خاندان مضبوط اور طاقتور ہے؟ سوسائٹی میں اس کی کیا پوزیشن ہے؟ وغیرہ وغیرہ!

حضرت عمر بن خطابؓ نے ان سب چیزوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھا اور نہ ہی اس سلسلہ میں انہیں کوئی فکر دامنگیر ہوئی۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں کسی کی کوئی پروا نہیں کرتے تھے اور نہ شرعی حساب و کتاب میں کسی سے کوئی نرمی برتتے تھے۔ دیہاتی نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں آپ سے اس ذات کا واسطہ دے کر گزارش کرتا ہوں جس کے سبب آسمان و زمین قائم ہیں کہ آپ مجھے صرف ایک رات کے لئے چھوڑ دیں تاکہ میں گاؤں جا کر اپنی بیوی اور بال بچوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں اس بات سے آگاہ کر دوں کہ عنقریب میں قتل کیا جانے والا ہوں۔ اس بات سے آگاہ کر کے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے بعد میرے سوا میرے بال بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: تو گاؤں جانے کے بعد میرے پاس لوٹ کر آئے گا، اس بات کی ضمانت کون دے گا؟

امیر المؤمنین کی بات سن کر لوگوں کا مجمع خاموش ہوگیا۔ کیونکہ کوئی بھی آدمی اس دیہاتی کا نام تک نہیں جانتا تھا اور نہ کسی کو اس کے گھر یا خاندان کا پتہ تھا۔ پھر ایسی صورت میں بھلا کون اس کی واپسی کی ضمانت دے سکتا تھا؟ اور وہ ضمانت بھی ویسی نہیں تھی کہ دس بیس دینار، یا اونٹ گھوڑا یا جائیداد و زمین دے کر سبکدوش

ہوا جاسکے۔ بلکہ یہ گردن کی ضمانت تھی کہ اگر وہ دیہاتی واپس آ گیا تو خیر، ورنہ تلوار سے ضامن کی گردن اڑا دی جائے گی۔

شریعت اسلامیہ کے قانون کی تنفیذ رکوانے کے لئے عمر بن خطابؓ کے سامنے کون آ سکتا تھا؟ کون ان کے سامنے حدود الٰہیہ میں سفارش کی جرأت کر سکتا تھا؟ کس کے بس کا روگ تھا کہ وہ خطاب کے بیٹے کے سامنے واسطہ بن سکے؟ غرض سارے صحابہ کرامؓ خاموش تھے۔ چاروں طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گردنیں جھکی ہوئی تھیں۔ امیر المؤمنین بھی بڑے متفکر ومتاثر تھے۔ وہ ایک مشکل گرداب میں پھنس چکے تھے کہ اب کیا کریں؟ آیا اس اعرابی کو قتل کر دیں اور اس کے بال بچے گاؤں میں بھوک سے مر جائیں یا اسے گھر جانے کی اجازت دے دیں اور وہ کسی کی ضمانت دیئے بغیر چلا جائے اور اگر واپس نہ آئے تو پھر مقتول کا قصاص یونہی رہ جائے۔

سارا مجمع خاموش تھا۔ امیر المؤمنین نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکائے رکھا اور پھر مقتول کے دونوں نوجوان بیٹوں سے فرمایا: ''اتعفوان عنه؟'' ﴿کیا تم دونوں اس قاتل اعرابی کا جرم معاف کر سکتے ہو؟﴾

نوجوانوں نے عرض کی: نہیں! اپنے باپ کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر ہم نہیں چھوڑ سکتے۔

امیر المؤمنین نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو! اس اعرابی کی ضمانت مجھے کون دے سکتا ہے؟ مجمع میں سے ایک آواز آئی: ہاں اے امیر المؤمنین! میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ یہ ایک بزرگ وتقویٰ شعار کی آواز تھی۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ تھے۔ امیر المومنین نے فرمایا: یہ قتل کی ضمانت ہے، قتل کی! ابوذر غفاریؓ نے عرض کی: خواہ قتل ہی کی ضمانت کیوں نہ ہو۔ امیر المؤمنین نے پوچھا: کیا آپ اس دیہاتی کو پہلے سے جانتے ہیں؟ ابوذر غفاریؓ نے کہا: اس سے پہلے کوئی شناسائی نہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: پھر کس بنیاد پر آپ اس شخص کی ضمانت دے رہے ہیں؟ ابوذر غفاریؓ نے عرض کی: میں نے اس کے اندر مؤمنوں کے آثار دیکھے ہیں۔ اس لئے میں نے بھانپ لیا کہ یہ جھوٹ نہیں بول رہا ہے۔ انشاء اللہ! یہ ضرور آ جائے گا۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: اے ابوذر! کیا آپ اس گمان میں مبتلا ہیں کہ اگر اس اعرابی نے آنے میں تین دنوں سے زیادہ تاخیر کر دی، تو میں آپ کو چھوڑ دوں گا اور آپ کی جان بخشی ہو جائے گی؟ ابوذر غفاریؓ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اس دیہاتی کو تین دن کی رخصت دے دی کہ وہ ان ایام کے دوران میں جا کر اپنے بچوں اور بیوی سے آخری کلمات کہہ آئے اور ہو سکے تو کسی کو ان کا کفیل بنا دے۔

امیر المؤمنین کی اجازت پا کر دیہاتی اپنے گھر کو چلا گیا۔ تیسرے دن جب دیہاتی نہ پہنچ سکا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے مدینہ منورہ میں عصر کے وقت ''الصلاۃ جامعۃ'' کا اعلان کرا دیا۔ قصاص طلب کرنے والے دونوں نوجوان حاضر ہوئے اور لوگوں کا ازدحام ہو گیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بھی تشریف لائے اور آ کر حضرت عمرؓ کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: دیہاتی کدھر ہے؟ حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا: مجھے نہیں معلوم اے امیر المؤمنین!

حضرت ابوذر غفاریؓ سورج کو دیکھ رہے تھے جو تیزی کے ساتھ ڈھل رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ خاموشی کے ساتھ حیران و ششدر سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے جن کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھا۔

یہ بھی سچ ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے دل میں بستے تھے۔

لیکن یہاں مسئلہ شریعت کا تھا۔ یہ دستور الٰہی کا معاملہ تھا۔ یہ قوانین الٰہیہ کا مسئلہ تھا۔ جن سے کھلواڑ نہیں کیا جا سکتا اور نہ انہیں لوگوں کے مراتب کے اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کہیں شرعی قوانین کا چہرہ مسخ نہ ہو جائے۔ نیز ظروف و حالات سے تجاوز کر کے حد نافذ نہیں کی جا سکتی اور نہ ایک آدمی کی جگہ دوسرے کا خون کیا جا سکتا ہے۔

آفتاب غروب ہونے کے لئے ڈھل چکا تھا۔ غروب سے تھوڑا پہلے سورج کی سرخی نظر آنے لگی تھی اور چند ہی لمحوں میں وہ پوری طرح سے غروب ہونے والا تھا کہ یکا یک وہ اعرابی نمودار ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اسے دیکھتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور پھر وہ اعرابی تیز قدموں سے چلتے ہوئے لوگوں کے مجمع میں پہنچ گیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ایها الرجل! اما انک لو بقیت فی بادیتک ماشعرنا بک وما عرفنا مکانک'' اے آدمی! اگر تو اپنے گاؤں ہی میں رک جاتا تو ہم تجھے نہیں جان سکتے تھے اور نہ تیرے گھر کا پتہ چل پاتا۔

دیہاتی نے جواباً کہا: ''واللہ! ما علی منک ولکن علی من الذین یعلم السر واخفی'' اللہ کی قسم! میرے اوپر آپ کا کوئی زور نہیں ہے۔ لیکن مجھے اس ذات کا خوف ہے جو تمام رازوں اور پوشیدہ باتوں کا بھی علم رکھتا ہے۔

امیر المؤمنین نے مقتول کے دونوں نوجوان بیٹوں سے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ نوجوانوں نے روتے ہوئے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اس دیہاتی کی صداقت کی وجہ سے ہم اس کو معاف کر رہے ہیں۔ امیر المؤمنین نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور آپ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو آپ کی داڑھی پر گرنے لگے۔

فضیلت شب برأت اور اس کا حکم

مولانا محمد وسیم اسلم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

شب برأت اسلامی سال کے اس ماہ کے وسط میں ایک رات کا نام ہے۔ جس کو سرور کائنات ﷺ نے اپنا ماہ قرار دیا یعنی ’’شعبان المعظم‘‘۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ’’شعبان شهری و رمضان شهر الله‘‘ ﴿شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔﴾

رجب المرجب کا چاند دیکھتے ہی سرور کائنات ﷺ، اللہ رب العزت سے رجب اور شعبان کی برکتیں طلب فرماتے اور رمضان المبارک کو پانے کی دعا فرماتے تھے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے: ’’اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا الیٰ رمضان۔‘‘ ﴿اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت نازل فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔﴾

اس رات کے چار نام ہیں:

۱...... لیلة الرحمه. ﴿رحمت والی رات﴾

۲...... لیلة المبارکه. ﴿برکتوں والی رات﴾

۳...... لیلة الصک. ﴿دستاویز والی رات﴾

۴...... لیلة البرأت. ﴿جہنم سے بری ہونے والی رات﴾

راتوں میں رمضان المبارک کی رات ’’لیلۃ القدر‘‘ کے بعد سب سے افضل، شعبان المعظم کی یہ رات ’’شب برأت‘‘ ہے۔ اتنی بات تو یقینی ہے کہ اس رات کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس رات کو اگر اتنی فضیلت حاصل ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ اس رات کے لئے حکم کیا ہے؟ ہمیں اس رات میں عمل کیا کرنا ہے؟۔ اس رات میں عمل کے متعلق آج کے اس پرفتن دور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اگر یوں کہا جائے کہ: ’’جتنے منہ، اتنی باتیں‘‘ تو بے جا نہ ہوگا۔

کیونکہ یہ معمولی بات ہو چکی ہے کہ ہمارے معاشرے میں دین کو گھر کی باندی سمجھ رکھا ہے۔ جدھر رخ کریں، ادھر ہی نت نئی رسومات دامن پھیلائے کھڑی ہیں۔ معاشی مسائل کی دلدل میں گھرے لوگ، اور غربت کے مارے انسان، ہوس کے اتنے پجاری ہو چکے ہیں کہ صحیح وغلط، جائز وناجائز، حلال وحرام کی تمیز

کئے بغیر اپنی اس ہوس کو پورا کرنے کے لئے انہیں رسومات کے دامن سے لپٹے بھرنے کے لئے قطار در قطار بنائے کھڑے نظر آتے ہیں۔

بہرکیف اس رات کی فضیلت کے متعلق خود سرور کائنات ﷺ کے ارشادات موجود ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت ہے کہ:

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم جانتی ہو اس رات میں کیا ہوتا ہے؟۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ارشاد فرمائیں کیا ہوتا ہے اس رات میں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس رات میں ہر ایسے بچے کا نام لکھ دیا جاتا ہے جو آنے والے سال میں مرنے والا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن میں ہے کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لوگوں کی زندگی منقطع کرنے کا وقت اس رات میں لکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان (اسی سال) شادی کرتا ہے۔ اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔) اس رات میں نیک اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ اسی رات میں لوگوں کے لئے مقرر کردہ رزق نازل کیا جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ، ص ۱۱۵)

دوسری وجہ اس رات کی فضیلت کی یہ ہے کہ اس رات کو اللہ رب العزت آسمان دنیا پر تشریف لے آتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ: ''ھل من مستغفر فاغفر لہ؟ ھل من سائل فاعطیہ؟ فلایسال احد شیئاً الا اعطی؟'' (بیہقی، ص ۱۲۵) ﴿ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کی بخشش کردوں؟۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کردوں؟۔ اس وقت انسان جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے اللہ وہ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے۔﴾

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس رات میں اللہ کی رحمت اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ یعنی یہ رحمت والی رات ہوتی ہے۔ اس رات کے سبب اللہ اپنے بندوں کی بخشش فرمادیتے ہیں۔ سوائے چند لوگوں کے۔

چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''ان اللہ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ الا لمشرک او شاحن.'' (ابن ماجہ، ص ۱۰۱) ﴿شعبان کی پندرویں شب میں اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ اللہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں۔ سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔﴾

مذکورہ حدیث شریف میں صرف دو لوگوں یعنی مشرک اور کینہ ور کا استثنیٰ کیا گیا ہے۔ جبکہ بعض اور روایات میں چند اور لوگوں کا بھی استثنیٰ کیا گیا ہے۔ بیہقی کی ایک طویل روایت میں قطع تعلق کرنے والے، ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کا۔ ان کے علاوہ اور روایات میں ناحق قتل کرنے والوں کا اور زانیہ عورت کا بھی بخشش سے استثنیٰ کیا گیا ہے۔

اس جیسی اور کئی احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس رات میں سال بھر کے لئے

مرنے والوں کی، پیدا ہونے والوں کی، بلندی درجات کی اور رزق کی تعیین ہوتی ہے۔ یہ تمام امور لوح محفوظ میں اگرچہ لکھے جاچکے ہیں۔ مگر اس رات میں سال بھر کے لئے فرشتوں کی ذمہ داریاں لگادی جاتی ہیں کہ کس کو کتنا رزق پہنچانا ہے۔ کس کس کو لقمہ اجل بنانا ہے وغیرہ۔ گویا یہ فیصلوں کی رات ہے۔

اس رات کے لئے حکم کیا ہے۔ اب مختصراً اس پر نظر فرمالیں۔ اس رات میں شب بیداری کا حکم سرور کائنات ﷺ نے اپنی امت کو دیا اور ساتھ ہی اس کی جزا کا اعلان بھی فرمادیا۔

چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس شخص نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا۔ اس کے لئے جنت واجب ہوگئی: ۱...... آٹھویں ذی الحجہ کی شب۔ ۲...... نویں ذی الحجہ کی شب۔ ۳...... دسویں ذی الحجہ کی شب۔ ۴...... عیدالفطر کی شب۔ ۵...... شعبان کی پندرویں شب۔'' (الترغیب والترہیب ج۲، ص۱۵۲)

اس لئے اس رات میں جاگنا اور اللہ کی عبادت بجالانا مستحب عمل ہے۔ مگر اس شب بیداری میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس میں کوئی متعین یا مخصوص طریقہ نہیں اپنانا چاہئے۔ خاص طور پر اس رات کو مساجد میں اجتماع کرنا جائز نہیں اس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

البحرالرائق میں ہے کہ: ''ویکرہ اجتماع علی احیاء لیلة من ہذہ اللیالی فی المساجد'' ﴿فضیلت کی راتوں میں شب بیداری کے لئے مساجد میں اجتماع کرنا مکروہ ہے۔﴾

رات کو شب بیداری کے بعد دوسرا حکم روزہ کا ہے۔ چنانچہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلہا و صوموا نہارہا فان اللہ ینزل فیہا لغروب الشمس الی سماء الدنیا'' (ابن ماجہ ص۱۰۰) ﴿جب شعبان کی پندرویں شب آئے تو رات کو قیام کرو اور اگلے دن روزہ رکھو۔ کیونکہ غروب شمس سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک اللہ رب العزت آسمان دنیا پر رہتے ہیں۔﴾

اسی شب برأت کی رات میں حضور سرور کائنات ﷺ کا قبرستان میں جانا بھی ثابت ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ''فقدت رسول اللہ ﷺ لیلة فخرجت فاذا ہو بالبقیع'' (ترمذی ج۱، ص۱۵۶) ﴿میں نے رات میں رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا (بستر پر)۔ تو میں آپ ﷺ کی جستجو میں نکلی۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما تھے۔﴾

یہاں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ حضور سرور کائنات ﷺ قبرستان میں اکیلے تشریف لے گئے تھے۔ اہتمام کے ساتھ جانا یا ٹولیوں کی شکل اختیار کر کے جانا جائز نہیں ہے۔ دوسرا اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس رات کو قبرستان جانا کوئی فرض یا واجب نہیں۔ اس کو لازم سمجھ لینا جائز نہیں۔ یہ عمل صرف استحباب کا درجہ رکھتا ہے۔

یہ چند چیزیں ہیں جو اس رات کے حوالے سے ثابت ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اور کئی احادیث مبارکہ ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے اس رات میں شب بیداری فرمائی، قبرستان تشریف لے گئے اور اگلی صبح روزہ بھی رکھا۔ ان چیزوں پر خیر القرون سے کے لے کر اب تک، حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک اکابرین میں برابر عمل چلا آرہا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہمارا عمل ان چیزوں پر کتنا ہے۔ ہم اس رات میں کیا کچھ کرتے ہیں؟۔ بہت سے لوگ تو اس رات کو صرف پٹاخوں والی رات یا پٹاخوں والی عید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس طرح ہندو دیوالی پر آتش بازی کرتے ہیں اور مجوسی آتش پرستی کو عبادت سمجھتے ہیں اسی طرح ہمارے معاشرے میں بھی شب برأت آتش بازی کا ایک تہوار بن چکا ہے۔ کہنے کو تو اس رات میں صرف پھل جڑیاں یا پٹاخے بجائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات کیسے بھولی جاسکتی ہے کہ یہی پھل جڑیاں اور پٹاخے اسی کیمیائی سامان سے تیار کئے جاتے ہیں جس کے استعمال نے نہ جانے کتنی ماؤں کی گودیں اجاڑ دی ہیں۔ کتنے گھروں کے وارث تہ خاک کر دیئے ہیں۔ ہزاروں گھر اسی کیمیا گری کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ ہمارے نیوز پیپروں میں کتنی خبریں انہیں حادثات سے متعلق ہوتی ہیں۔ لاکھوں روپیہ الگ ان فضولیات کی نظر ہو جاتا ہے اور انسانی جانوں کا نقصان الگ۔ جس طرح گلی محلوں میں آتش بازی کا سماں ہوتا ہے۔ اسی طرح شاہراؤں پر بغیر سیلنسر کے موٹر سائیکلوں کا دوڑانا بھی معمولی بات ہے۔ اس امر میں بھی مبتلا ہو کر جو شہریوں کا سکون برباد کیا جاتا ہے۔ وہ الگ ہے اور جو نوجوان حادثات کا شکار ہوتے ہیں وہ الگ۔

اللہ رب العزت ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور ہمیں شب برأت جیسی مقدس راتوں اور مقدس گھڑیوں کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

قبول اسلام

آصف مسیح ولد بوٹا مسیح نے اپنے چچا جو کہ آٹھ سال قبل مسلمان ہو گئے تھے، سے متاثر ہو کر ان کو کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے قریبی مسجد اقصیٰ بیرون کھیالی گوجرانوالہ کے خطیب مولانا محمد اکرم شاہد کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ بعد ازاں اس کی بیوی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

۲۴ مارچ بروز جمعرات کو مولانا محمد اکرام شاہد، قاری محمد اصغر وغیرہ آصف مسیح کو دفتر ختم نبوت اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ لے آئے اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عارف شامی نے دین اسلام کے بنیادی عقائد، اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے متعلق آگاہی دی۔ دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ استقامت فی الدین عطاء فرمائیں۔ آمین!

مقدمہ ...... تاریخ خلیفہ ابن خیاط رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:1 ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

﴿ہر طرح کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود وسلام نازل ہو اس نبی عربی یعنی حضرت محمد بن عبداللہ (ﷺ) پر جو انبیاء علیہم السلام کے سردار اور رسولوں میں سے آخری رسول ہیں اور آپ ﷺ کی تمام آل اور تمام صحابہ پر بھی سلامتی نازل ہو۔﴾

کتاب کا جامع تعارف

حمد وصلوٰۃ کے بعد (عرض یہ ہے کہ) یہ کتاب جو اس وقت میرے سامنے ہے اور میں اس کا مقدمہ لکھ رہا ہوں اس کا نام ''تاریخ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ'' ہے۔ جس کی اشاعت اب تک عربی زبان میں ہوتی چلی آرہی ہے۔ یہ کتاب (تاریخ اسلام کے موضوع پر) ایک اہم دستاویز اور شاندار چارٹ کی حیثیت پر مرتب شدہ کتاب ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کے ''دارالشرک یعنی مکہ مکرمہ'' سے ''دارالایمان یعنی مدینہ منورہ'' کی۔ ہجرت کے سن سے لے کر سن دوسو بتیس (۲۳۲ھ) تک گویا مؤلف کتاب (خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی سن وفات سے آٹھ برس قبل تک کی مرتب شدہ تاریخ ہے۔ (کیونکہ مؤلف کتاب کا سن وفات ۲۴۰ھ ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے)

مؤلف کے احوال

صاحب کتاب جن کا نام ''خلیفہ بن خیاط عصفری بصری'' اور کنیت ''ابوعمرو'' ہے۔ بہت بڑے ثقہ مؤرخ عالم دین ہیں۔ لیکن ''شباب'' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ (وجہ شہرت کسی نے نہیں بتائی) ان کے مکمل حالات زندگی اور سیرت تو ہمیں کہیں سے وضاحت وصراحت کے ساتھ میسر نہیں ہو سکے۔ اس لئے کہ جو صادر وماخذ اور (اسماء الرجال پر مشتمل) کتب ہمارے ہاں موجود ہیں وہ ہماری حاجت پوری نہیں کر سکتیں، جو قارئین کے لئے اتنے بڑے ثقہ مؤرخ کی حیات طیبہ کی صحیح عکاسی اور تصویر کشی کر سکیں۔ (البتہ دیگر کتب میں ان کے احوال موجود ہوں تو ان کا تتبع کیا جا سکتا ہے) ہاں جو میرے پاس کتب موجود ہیں ان میں نہایت اختصار کے ساتھ قدر قلیل احوال ہیں۔ جو مؤلف موصوف کے نسب، سن وفات اور ان کے چند شیوخ وتلامذہ کے تذکرے سے متجاوز نہیں (اور یہ بات ظاہر ہے کہ صاحب ذوق کے لئے اتنے بڑے امام کا اس قدر قلیل تذکرہ ناکافی ہے جو اس کی علمی تشنگی کو ختم کر سکے) تاہم ان مآخذ ومصادر کے مطالعہ سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف نے کہیں دور دراز کے بلاد وامصار کی طرف حصول علم کے لئے کوئی سواری

نہیں لی یا سرے سے انہیں سواری اختیار کرنے کی قدرت ہی نہیں تھی۔ بس صرف شہر بصرہ کے علماء مشائخ سے حصول علم اور ان کی خدمت میں حضوری کو کافی گردانا۔ (ان کتب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ) شاید وہ حصول علم کے لئے ''بغداد'' کبھی بھی تشریف نہیں لے گئے۔ اس لئے کہ اگر وہ ''بغداد'' تشریف لے گئے ہوتے تو خطیب بغدادی ؒ ''تاریخ بغداد'' میں ضرور ان کا تذکرہ فرماتے۔ مگر ''تاریخ بغداد'' میں کہیں بھی ان کا تذکرہ نہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ''شہر بصرہ'' علمی حیثیت میں کسی شہر سے کم درجہ نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ وہ ہجرت کی تیسری صدی میں اسلامی عربی تہذیب وتمدن کی اشاعت کے مراکز میں سے ایک بہت بڑا اسلامی مرکز شمار ہوتا تھا۔ بالخصوص علم لغت، علم حدیث اور سیرت وتاریخ کے پھلنے پھولنے کے اعتبار سے ''شہر بصرہ'' مرکزی حیثیت رکھتا تھا جہاں مؤلف موصوف کا قیام تھا۔ (ان کے مرتبہ ومقام کو سمجھنے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے)

نیز یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ''خلیفہ صاحب ؒ'' نے اس متمدن شہر کے علمی سانچہ میں ڈھل کر اور خلافت عثمانیہ کے دلدادہ ہو کر زندگی گزاری اور کسب علم کیا۔ بلکہ وہ تو علمی گھرانے اور علمی خاندان کے ایک روشن چشم وچراغ تھے۔ (مؤلف موصوف کی علمیت کا اندازہ یوں بھی لگا سکتے ہیں کہ) امام بخاری ؒ اور امام ابن ابی حاتم رازی ؒ کے نزدیک ان کے جد امجد کا شمار حدیث پاک کے بہت بڑے ثقہ اور معتبر ائمہ میں ہوتا ہے اور خلیفہ صاحب ؒ نے جن چند گنے چنے بڑے شیوخ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور ان کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا۔ ان میں ''یزید بن زریع ؒ'' کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ دیگر شیوخ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا کرکے ''حضرت یزید بن زریع ؒ'' کی ایسی صحبت اختیار کی کہ بس انہی کو چمٹ کر ہی رہ گئے۔ (اور ''یک در گیر محکم گیر'' کا مصداق بنے) ''ابن سعد ؒ'' نے اپنی ''طبقات'' میں لکھا ہے کہ ''یزید بن زریع ؒ'' خلافت عثمانیہ کی طرف رجحان رکھنے کے باوجود اہل بصرہ کے ثقہ اور معتبر حضرات میں شمار ہوتے ہیں۔ (اسی لئے ان کی صحبت کا رنگ ان کے تلمیذ رشید خلیفہ صاحب ؒ پر بھی نظر آتا ہے)

الحاصل: جو آدمی بھی ''تاریخ خلیفہ'' اور اس کے طبقات کا مطالعہ کرے گا اور صحیح طور پر اس کا جائزہ لے گا۔ یقیناً وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ جن علماء وائمہ حضرات سے خلیفہ صاحب ؒ نے تاریخی روایات نقل کی ہیں وہ سب کے سب ''بصرہ'' کے رجال کار ہی ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی جانے گا کہ مؤلف موصوف نے حصول علم کے لئے کسی ملک اور کسی اور (بصرہ کے علاوہ) شہر کا سفر نہیں فرمایا۔ (گویا ان کی جملہ حوائج علمیہ شہر بصرہ ہی میں پوری ہوئیں) اور اپنی حیات طیبہ کے مبارک لمحات بصرہ میں ہی بسر کئے اور اسی شہر بصرہ میں ہی اپنی عمر کے اسی (۸۰) ڈول بھر کر دو سو چالیس ہجری (۲۴۰ھ) بمطابق آٹھ سو چون عیسوی (۸۵۴ء) میں دار فانی سے دار باقی کی طرف انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ!

تالیفات وتصنیفات

علامہ ابن ندیم ؒ کے بیان کے مطابق خلیفہ صاحب ؒ نے چار عدد کتب تصنیف فرمائی ہیں:

۱...... کتاب ’’التاریخ‘‘ یہ وہی کتاب ہے جس کے مقدمہ لکھنے میں ابھی میں معروف عمل ہوں۔

۲...... کتاب ’’طبقات القراء‘‘

۳...... کتاب ’’تاریخ الزمنی والمرضی العمیان‘‘ (اس میں معذوروں، اپاہجوں اور نابینا حضرات کی تاریخ ہے)

۴...... کتاب ’’اجزاء القران واعشارہ واسباعہ وایاتہ‘‘ (اس میں قرآن پاک کے اجزاء وحصص اور منزلوں اور آیات سے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہے)

اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ابن ندیم ؒ نے ’’طبقات القراء‘‘ کے نام سے جو کتاب بتلائی ہے درحقیقت اس ’’طبقات‘‘ سے مراد وہ کتاب ہے جس میں حضرات صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی اور پھر ان تبعین صحابہؓ کے احوال کا تذکرہ ہے جو مؤلف موصوف کے زمانہ تک گزرے ہیں۔ اسی کتاب ’’طبقات القراء‘‘ پر قبل ازیں تحقیق وتخریج کا کام کر چکا ہوں اور ’’تاریخ خلیفہ‘‘ کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء میں دمشق سے اشاعت بھی ہو چکی ہے۔ (جسے اہل علم کے حلقہ میں بہت ہی پذیرائی حاصل ہو چکی ہے)

ائمہ حدیث کے ہاں مؤلف کا مقام ومرتبہ

یوں تو جملہ ائمہ محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ ’’امام خلیفہ بن خیاط ؒ‘‘ ثقہ ہیں۔ صرف دو امام ان کی تضعیف کرتے (ضعیف قرار دیتے) ہیں:

۱...... امام ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم ؒ ۲...... امام علی بن مدینی ؒ

پہلے امام (ابن ابی حاتم ؒ) تو اپنی کتاب ’’الجرح والتعدیل (ج۳ ص۳۶۷)‘‘ میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ: ’’میں نے اپنے والد ماجد سے خلیفہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں تو ان سے روایت حدیث اس لئے نہیں کرتا کہ وہ روایت حدیث کے سلسلے میں غیر قوی ہیں۔ (پھر کہتے ہیں کہ) میں نے ’’ابوالولید الطیالسی ؒ‘‘ کے حوالے سے تین حدیثیں ان کی مسند سے نقل کر کے ابوالولید کے پاس لے گیا اور ان سے دریافت کیا کہ یہ تینوں روایات کیسی ہیں؟ (یعنی آپ ان کے متعلق کیا حکم رکھتے ہیں؟) یہ سنتے ہی ابوالولید نے ان تینوں روایتوں کا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مجھ سے مروی نہیں ہیں۔ پھر جب میں نے یہ کہا کہ میں نے ان روایات کو ’’شباب عصفری ؒ‘‘ (یعنی خلیفہ بن خیاط ؒ) کی کتاب سے نقل کر کے لکھا ہے۔ تو (خلیفہ ؒ کا نام سنتے ہی) فوراً پہچان گئے اور ان کا

غصہ فرو (ٹھنڈا) ہوگیا۔ (اس کے بعد امام ابن ابی حاتم ؒ اپنی بات نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ) ''ابومحمد'' کہتے ہیں کہ امام ابوزرعہ ؒ نے جن احادیث کی ''شباب عصفری ؒ'' کے فوائد میں تخریج کی ہوئی تھی وہ ہمیں بیان نہیں کرتے تھے۔ بلکہ (خلیفہ کی تضعیف کرتے ہوئے) انہیں ترک کر کے آگے چلے جاتے۔ ہم ان کے بیان کرنے پر اصرار کرتے تو وہ ہماری پٹائی کردیتے۔'' (لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے اپنی کتاب ''تہذیب التھذیب'' میں اسے غلط کہا ہے)

امام ابن ابی حاتم ؒ اور ان کے والد ''جرح وتعدیل'' کے سلسلہ میں غایت درجے کے متشدد ہیں۔ یہاں تک کہ امام بخاری ؒ (صاحب صحیح بخاری شریف) جیسی شخصیت بھی ان کی ''جرح'' سے نہیں بچ سکی۔ باقی رہا امام ابن ابی حاتم ؒ اور ان کے والد گرامی کا ''امام خلیفہ بن خیاط ؒ'' کی تضعیف نقل کرنا۔ تو یہ یاد رکھیں کہ ان کی تضعیف ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' کی ثقاہت پر ان دلائل قطعیہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت اور وزن نہیں رکھتی جو ائمہ محدثین نے قائم فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شروع شروع میں ''ابوالولید الطیالسی ؒ'' بھی ان کے احوال معلوم نہ ہونے کی بناء پر ان کی مرویات کا انکار کردیتے تھے۔ اس انکار کی بھی ایک خاص وجہ تھی وہ یہ کہ بہت سارے بڑے بڑے رجال حدیث اور شیوخ حدیث ان (خلیفہ صاحب ؒ) کے احوال معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی احادیث کا انکار کردیتے۔ جب پتہ چل جاتا کہ یہ روایات ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' سے منقول ہیں یا کوئی ثقہ محدث ان کی یا ان کی روایت کی تصدیق کردیتا تو وہ اس پر سکوت اختیار کرتے اور ان کا غصہ بھی ٹھنڈا ہوجاتا اور بلانکیر ان کی روایت پر اعتماد کرتے۔ بعینہ یہی حال ''ابوالولید ؒ'' کا تھا کہ پہلے تو وہ ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' کی روایات کو نقل نہیں کرتے تھے۔ جب پتہ چلا کہ وہ تو بہت بڑے ثقہ محدث ہیں تو پھر کبھی بھی ان کا انکار نہیں کیا۔ محدثین حضرات کو نقل حدیث وروایت حدیث میں اس طرح کے امور بکثرت پیش آئے ہیں۔ فافہم ایہا القاری!

تنبیہ: مجھے یقین نہیں ہے کہ ''ابوالولید الطیالسی ؒ'' کا حال ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' سے اس قدر حد سے بڑھ چکا تھا۔ اگر ایسا ہوتا بھی تو ''طیالسی ؒ'' کا غصہ فرو نہ ہوتا اور نہ کبھی ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' کی روایات کو لیتے۔ بلکہ انہیں روایت بالحدیث میں ملزم یا متہم بالکذب قرار دیتے۔ جب کہ انہوں نے دونوں باتیں نہیں کہیں۔

دوسرے امام یعنی علی بن مدینی ؒ کے حوالے سے ''خلیفہ بن خیاط ؒ'' سے متعلق بعض حضرات نے یہ جملہ نقل کیا ہے کہ: ''لولم یحدث شباب کان خیرا له'' (اگر شباب حدیث بیان نہ کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا) اب ہم اس جملہ کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس حد تک صحیح ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ''ابن عدی ؒ'' اپنی ''الکامل'' میں ''خلیفہ ؒ'' کا بدلہ لیتے ہوئے کہتے ہیں:

ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن جعفر بن یزید المطیریؒ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن یونس ابن موسیٰ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مدینی سے یہ کہتے ہوئے سنا: ”لولم یحدث شباب کان خیرا له “(اگر شباب حدیث بیان نہ کرتا تو بہتر تھا) اور فضل بن حباب کہتے ہیں کہ میں ابوالولید الطیالسیؒ کے پاس تھا تو ان کے پاس شباب عصفریؒ، علی بن مدینیؒ کا خط لائے جس میں یہ مضمون تھا کہ امام یحییٰ بن معین تو (شباب سے) حدیث بیان نہیں کرتے۔ (تو شباب کے حوالے سے حدیث بیان نہیں کرنی چاہئے) یہ سنتے ہی ابوالولیدؒ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں اس سے حدیث کیوں نہ بیان کروں؟۔

تنبیہ: ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ میں یہ مقولہ ”لولم یحدث شباب کان خیرا له “علی بن مدینیؒ سے منقول ہونا صحیح نہیں جانتا (کہ انہوں نے خلیفہ صاحبؒ کے متعلق اس طرح فرمایا ہو) بلکہ یہ مقولہ علی بن مدینی الکدیمیؒ کا ہے اور ”الکدیمی“ غیر معتبر شخص ہے۔ جبکہ ”شباب“ (خلیفہ بن خیاطؒ) بیدار مغز محدثین اور رواۃ حدیث میں سے ہیں اور ان سے بہت ساری احادیث مروی ہیں اور عمدہ تاریخ منقول ہے۔ ”طبقات رجال“ پر ان کی کئی ایک کتابیں بھی موجود ہیں۔

اور کیسے اعتماد کیا جائے کہ: ”لولم یحدث ...... لخ“ والا جملہ علی بن مدینیؒ کا ہے۔ حالانکہ وہ تو علی بن مدینی کے اصحاب میں سے ہیں۔ آپ اس سے اندازہ تو کریں کہ شباب ہی تو علی بن مدینیؒ کا خط جو یحییٰ بن معین سے متعلق تھا۔ ابوالولیدؒ کے پاس اٹھا کر لائے ہیں۔ (تو علی بن مدینیؒ یہ فقرہ شباب کے متعلق کیسے کہہ سکتے ہیں؟) بالخصوص جب علی بن مدینیؒ کا راوی محمد بن یونس الکدیمی ہو۔ معلوم ہوا یہ واقعہ علی بن مدینیؒ کے حوالے سے نقل کرنا ہی سرے سے باطل ہے۔

الحاصل: خلیفہ بن خیاطؒ کے متعلق یوں تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ بس ان کے متعلق اتنی بات کہنی کافی ہے کہ وہ بہت ہی راست باز اور سچے تھے اور صحیح احادیث بیان فرماتے تھے۔

محدثین کے اقوال

۱...... امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ”التاریخ الکبیر “میں خلیفہ بن خیاطؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے انہیں ثقہ رجال میں گنا ہے۔

۲...... اسی طرح امام ذہبیؒ کو ہم نے اپنی بڑی بڑی کتابوں ”تذکرۃ الحفاظ “اور ”میزان الاعتدال “میں انہیں ثقہ قرار دیتے ہوئے دیکھا ہے اور ”سیر اعلام النبلاء “میں تفصیل کے ساتھ خلیفہ بن خیاطؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”خلیفہ بن خیاط بہت بڑے امام، حافظ، علامہ اور بہت حدیثیں بیان کرنے والے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ نسبت عصفری بصری ہے اور لقب

شباب ہے۔ صاحب تاریخ اور صاحب طبقات وغیرہ ہیں۔ انہوں نے درج ذیل چند محدثین حضرات سے حدیث کی سماعت کی۔ (۱) اپنے باپ خیاط ؒ سے، (۲) یزید بن زریع ؒ سے، (۳) زیاد بن عبداللہ البکائی ؒ سے، (۴) سفیان بن عیینہ ؒ سے، (۵) عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ ؒ سے، (۶) محمد بن جعفر غندر سے، (۷) اسماعیل بن علیہ سے، (۸) محمد بن عدی ؒ سے، (۹) معتمر بن سلیمان ؒ سے، (۱۰) محمد بن سواء ؒ سے، (۱۱) خالد بن حارث ؒ سے، (۱۲) یحییٰ قطان ؒ سے، (۱۳) ابن مہدی ؒ سے، (۱۴) امیہ بن خالد ؒ سے، (۱۵) حاتم بن مسلم ؒ سے، (۱۶) ہشام کلبی ؒ سے، (۱۷) علی بن محمد المدائنی ؒ سے، اور دیگر بہت سارے حضرات سے (انہوں نے حدیث کی سماعت فرمائی اور نقل کیا) اور ہمارے شیخ نے ’’تھذیب الکمال ‘‘ میں ذکر کیا ہے کہ خلیفہ بن خیاط ؒ نے امام حماد بن سلمہ ؒ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ لیکن یہ کھلا ہوا وہم ہے۔ کیونکہ میں حماد بن سلمہ کی صرف رؤیت سمجھتا ہوں۔ حدیث کا ان سے سماع حاصل نہیں ہوا۔‘‘ اور درج ذیل حضرات نے خلیفہ بن خیاط ؒ سے احادیث بیان کی ہیں: (۱) امام بخاری ؒ نے سات یا اس سے زیادہ احادیث اپنی ’’صحیح بخاری‘‘ میں نقل کی ہیں۔ (۲) بقی بن مخلد ؒ نے۔ (۳) حرب کرمانی ؒ نے۔ (۴) عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی ؒ نے۔ (۵) ابوبکر بن ابی عاصم ؒ نے۔ (۶) عمرو بن احمد الاھوازی ؒ نے۔ (۷) موسیٰ بن زکریا تستری ؒ نے۔ (۸) عبدان الجوالیقی ؒ نے۔ (۹) زکریا الساجی ؒ نے اور بہت سارے حضرات نے احادیث نقل کی ہیں۔ خلیفہ بن خیاط ؒ لوگوں کے نسب جاننے والے سراپا سچے تھے اور اسماء الرجال، سیرت واحوال اور حوادث وواقعات کا بہت علم رکھنے والے امام تھے۔ بعض حضرات نے انہیں ثقہ عالم کہا ہے۔ ابن عدی ؒ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب ؒ بیدار مغز راویوں میں سے بہت ہی سچے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان کی تضعیف کی ہے ان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ مطین وغیرہ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب ؒ کا انتقال دوسو چالیس (۲۴۰ھ) میں ہوا۔ (یہاں تک کا بیان سیر اعلام النبلاء کے حوالے سے علامہ ذہبی ؒ کا تھا)

۳...... اور حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ اپنی کتاب ’’تھذیب التھذیب ‘‘ میں خلیفہ صاحب ؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کرتے ہیں: ’’خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط عصفری تمیمی اور بصری ہیں جن کی کنیت ابو عمرو ہے۔ لیکن شباب کے لقب سے مشہور ہیں اور خلیفہ صاحب ؒ درج ذیل حضرات سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ (۱) اسماعیل بن امیہ ؒ سے، (۲) بشیر بن فضل ؒ سے، (۳) ابوداؤد الطیالسی ؒ سے، (۴) یزید بن زریع ؒ سے، (۵) عبدالرحمٰن بن مہدی ؒ سے، (۶) کھمس بن منہال ؒ سے، (۷) معاذ بن معاذ العنبری ؒ سے، (۸) معتمر بن سلیمان ؒ سے،

(۹)ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سارے حضرات سے۔ اور خلیفہ صاحب سے درج ذیل حضرات احادیث نقل کرتے ہیں: (۱)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، (۲)ابراہیم بن عبداللہ بن جنید الختلی رحمۃ اللہ علیہ، (۳)ابویعلی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ، (۴)ابوبکر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ، (۵)احمد بن علی الآبار رحمۃ اللہ علیہ، (۶)بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ، (۷)عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، (۸)حرب کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، (۹)عبداللہ بن ناجیہ رحمۃ اللہ علیہ، (۱۰)حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ، (۱۱)عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمۃ اللہ علیہ، (۱۲)تمتام رحمۃ اللہ علیہ، (۱۳)یعقوب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، (۱۴)صنعانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء کی بہت بڑی جماعت۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقہ رجال میں ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے نسب ناموں اور ان کی سیرت وسوانح کو جاننے والے بہت پختہ کار عالم دین تھے۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال دوسوچالیس (۲۴۰ھ) میں ہوا۔ میں (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اکثر طور پر دیگر محدثین کی احادیث کے ساتھ ساتھ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث بھی نقل کردیتے ہیں۔ لیکن جب صرف ان سے علیحدہ طور پر حدیث بیان کرتے ہیں تو تعلیقاً ان کی احادیث نقل کرتے ہیں اور مسلمہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''لاباس بہ'' (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیقاً روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔''

۴...... امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' میں خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: ''کنیت ابوعمرو، نام خلیفہ بن خیاط بن ابی ھبیرہ خلیفہ بن خیاط شیبانی عصفری بصری ہے۔ شباب کے نام سے مشہور ہیں۔ صاحب طبقات ہیں۔ حدیث کے حافظ، تاریخ کے عالم اور لوگوں کے حالات جاننے والے، بہت بڑے فاضل تھے۔ ان حضرات نے خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث روایت کی ہیں: (۱)امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری اور تاریخ کبیر میں، (۲)امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، (۳)ابویعلی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ، (۴)حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اور خود خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات سے احادیث کی روایت کرتے ہیں: (۱)سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، (۲)یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ، (۳)ابوداؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ، (۴)درست بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے حضرات سے خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان المبارک ۲۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔

اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ''معجم مشائخ الائمہ'' میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ صاحب نے بعض کے نزدیک دوسوچالیس (۲۴۰ھ) اور بعض کے نزدیک دوسوچھیالیس (۲۴۶ھ) میں انتقال فرمایا۔''

العصفری کی تحقیق

عین کے ضمہ (پیش) اور صاد کے سکون (جزم) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس بوٹی (جسے کسم بھی کہتے ہیں) کی طرف نسبت ہے۔ جس کے ذریعے کپڑے کو سرخ قسم کا رنگ دیا جاتا تھا۔

لفظ شباب کی تحقیق

شباب شین اور با کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ خلیفہ صاحب ؒ اس لقب کے ساتھ کیوں ملقب تھے؟ اس کی تعیین میں علماء حضرات کے مختلف اقوال وآراء ہیں۔ (جس کا ذکر اس مقام پر کرنا دشوار ہے اور نہ ہی اس کی چنداں ضرورت ہے)

وفات

ابن تغری بردی ؒ نے ’’النجوم الزاهره في ملوک مصر والقاهره ‘‘میں خلیفہ بن خیاط ؒ کی وفات ۲۴۰ھ میں ذکر کی ہے اور ابن العماد ؒ نے بھی ’’شذرات الذهب ‘‘میں یہی بیان کیا ہے اور ابوبکر بن عربی ؒ نے بھی اپنی کتاب ’’العواصم من القواصم ‘‘میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔

تاریخ خلیفہ کا انداز اور خصوصیات

۱...... تاریخ خلیفہ بن خیاط ؒ کا جو نسخہ ہم تک پہنچا ہے اور آج ہمارے پاس موجود ہے جس کی تقدیم کی جارہی ہے یہ تاریخ اسلام کی ان کتب میں سے ایک کتاب ہے جن میں اسلام کی تاریخ کو ہجرت کے سالوں کی تاریخ کو ہجرت کے سالوں کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ایک قسم کا چارٹ ہے۔ ’’تاریخ خلیفه ‘‘میں اسلام کی مکمل تاریخ تو بیان نہیں کی گئی بلکہ یہ نامکمل تاریخ ہے جو سن ایک ہجری سے لے کر سن دوسو بتیس ہجری تک لکھی ہوئی ہے۔

۲...... صاحب تاریخ نے سب سے پہلے ’’تاریخ کی بنیاد ‘‘اور ’’تاریخ کی اہمیت وضرورت‘‘ اور ’’تاریخ کے فوائد‘‘ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کئے ہیں اور اس کے بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کر کے سن ایک ہجری سے لے کر سن دوسو بتیس ہجری تک ہر سال کے واقعات کو علیحدہ علیحدہ اس طرح تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اس سال پیش آنے والے واقعات وغزوات اور اسلام ومسلمانوں کے خلاف ہونے والی جملہ بغاوتوں کا وضاحت کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔ اس سے فراغت پائی تو اس سال فوت ہونے والوں کے ناموں کی فہرست بھی بتادی۔ پھر یہ شروع کر دیا کہ اس سال کن کن حضرات نے حج کی سعادت حاصل کی ہے؟ تو ان کے نام بھی ذکر کر دیئے۔ اس کام کو پورا کر کے خلفاء کے عہد کا تذکرہ شروع کر دیا کہ کون کون خلفاء تھے۔ ان کی خلافت کا زمانہ کتنا رہا اور کس کس ملک وشہر تک ان کی خلافت پہنچی۔ پھر یہ بتایا کہ کون کون گورنر اور قاضی یا قاضی القضاة کے عہدے پر رہے ہیں۔ کس کے دور خلافت میں اور کس کس شہر کے رہے۔ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور بصرہ وکوفہ کا خصوصیت سے تذکرہ فرمایا اور کہیں کہیں مناسبت سے شام کے حکمرانوں وگورنروں کا تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ پھر ان حکمرانوں کے حالات

کے ضمن میں ان کی افواج و پولیس، ڈاکخانہ وخطوط، منشی ومبر اور بیت المال وغیرہ کا ذکر بھی فرمادیا ہے۔ اسی طرح پیغام رساں اور سفیروں کے نام بھی بتلادیئے۔ خلاصہ یہ کہ دیگر کتب ''تواریخ'' کی بہ نسبت یہ بہت ہی ''جامع تاریخ'' ہے۔ جس میں بہت کچھ سمودیا گیا ہے اور یہ تاریخ اپنی منفرد خصوصیت کی حامل تاریخ ہے جو دوسری کتب تواریخ سے ممتاز مقام رکھتی ہے۔ گویا خلیفہ بن خیاط ؒ نے اپنی اعلیٰ صلاحیت واستعداد کے بل بوتے ایک منجھی ہوئی عجیب وغریب تاریخ مرتب فرمادی۔ جو کام کرنے والوں کے لئے بطور اساس وبنیاد کے زمانہ دراز کے لوگوں کو کام آتی رہے گی اور اس میں اسلامی سلطنت کے تذکرے کے ساتھ ساتھ ملکی نظام ونسق کے بہترین رہنما اصول وضوابط بھی قارئین کو ملیں گے۔

۳...... اس تاریخ میں خلیفہ بن خیاط ؒ کا ایک عجیب طرز یہ بھی ہے کہ حالات وواقعات کے ضمن میں جب کسی بڑے واقعہ یا معرکہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو بہت سارے حضرات کے نام بھی گنوادیتے ہیں۔ مثلاً غزوہ بدر، غزوہ احد، واقعۂ حرہ اور قدید کا تذکرہ فرمایا تو ان واقعات وغزوات کے تذکرے میں اور غزوات وواقعات کے اختتام پر ان حضرت کے نام بھی لکھ دیئے۔ جن کو ''شہادت'' کی سعادت نصیب ہوئی یا وہ ان واقعات کے بعد اپنی طبعی موت کا شکار ہوئے۔

۴...... دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک اہم اور لائق اعتبار یہ خصوصیت ہے کہ خلیفہ صاحب ؒ اس تاریخ میں حدیث کے ثقہ ائمہ اور مشہور ائمہ حضرات کی روایات نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً ولید بن ہشام ؒ، یزید بن زریع ؒ، ابوالیقظان ؒ، اسماعیل بن علیہ ؒ، غندر محمد بن جعفر ؒ اور امام مدائنی ؒ وغیرہ جیسے ثقہ اور معتبر حضرات کی روایات اور جو متہم بالعقائد والمذاہب ہیں یا متہم بالکذب ہیں۔ مثلاً ابومخنف لوط بن یحییٰ اور سیف بن عمرو وغیرہما جیسے ضعیف اور متہم حضرات کی روایات نہیں لاتے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ تاریخ کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

۵...... اس تاریخ کی قابل غور یہ چیز بھی ہے کہ خلیفہ صاحب ؒ فتوحات کا تذکرہ دو طریقوں سے کرتے ہیں: (۱) ہر مفتوحہ علاقہ وشہر کے مستند راویوں کے حوالے اور طریق سے، اسے اصطلاح میں ''روایۃ محلیہ'' کہتے ہیں۔ مثلاً ملک مصر کے فتح ہونے کا حال بیان کیا تو ''ابن لھیعہ'' اور ''ابن حبیب'' وغیرہما جیسے راویوں کا حوالہ دیا۔ (۲) اہل مدینہ کے طریق پر نقل کرتے ہیں اس طریقہ کو اصطلاح میں ''روایۃ رسمیہ'' کہتے ہیں۔ مثلاً وہی ملک مصر ہے جس کے فتح ہونے کا تذکرہ فرمایا تو عروہ بن زبیرؓ وغیرہ اہل مدینہ کے حوالہ سے فرمایا۔ اس طرز وطریق پر دوسرے شہروں وعلاقوں کو قیاس کرلیں۔

۶...... اس تاریخ میں ایک جدت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب ؒ جب سلطنت اسلامیہ کے اندرونی سازشی حالات اور بغاوتوں وحملوں کا ذکر کرتے ہیں تو اشارات وکنایات سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً

یوں کہتے ہیں: ’’فثورۃ یزید بن المھلب ‘‘ تفصیل نہیں بتلاتے اور جب بیرونی حالات اور غزوات وفتوحات کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس میں بڑی دلچسپی سے کام لیتے ہیں اور ہر ہر واقعہ کی علیحدہ علیحدہ وضاحت کرتے ہیں اور تفصیل بتلاتے ہیں۔

۷…… اس تاریخ کی ایک منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں خلیفہ صاحب ؒ نے یہ بتایا ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو شاہ مصر مقوقس کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم ہمارے ساتھ معاہدہ کرو۔ چنانچہ مقوقس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرمان کے مطابق معاہدہ کرلیا (کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے اور تمہارے دشمنوں کا ساتھ نہیں دیں گے وغیرہ) اور مقوقس اس معاہدہ پر اتنا پکا رہا کہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ کی۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مبارک میں مصر فتح ہوگیا۔

۸…… جیسے پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ خلیفہ صاحب ؒ کی اس تاریخ میں ایک جدت یہ ہے کہ اندرونی حالات بیان کرنے میں یوں تو اشارات سے کام لیتے ہیں۔ تفصیلات میں نہیں جاتے۔ یوں لگتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو ان امور سے کوئی دلچسپی نہیں یا انہیں لائق اعتناء نہیں سمجھتے۔ لیکن جن امور کا عقائد سے تعلق ہے اور وہ متعلق بھی اندرونی واقعات سے ہیں تو انہیں اس طرح کھل کر بیان کرتے ہیں کہ بہت ساری پیچیدگیاں حل ہوجاتی ہیں اور مشکلات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً سیدنا حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ، حرہ کا واقعہ، ابن اشعث کی بغاوت کا واقعہ، خوارج کا فتنہ اور واقعۂ تحکیم اور خلافت عباسیہ کے دور میں جراشہ الشاری کی بغاوت کا واقعہ، وغیرہم۔ ان جیسے واقعات میں اس قدر تفصیلی روایات نقل کی ہیں جو دیگر مؤلفین ومصنفین حضرات نے نقل نہیں کیں۔

۹…… اس کتاب میں تاریخی واقعات کے ضمن میں آپ حضرات (قارئین) کو بہت سارے ’’ائمہ حدیث، بڑے بڑے علماء، ارباب اقتدار اور قاضی القضاۃ‘‘ وغیرہم حضرات کی تاریخہائے وفات ملیں گی اور کہیں کہیں ان کی تاریخ پیدائش اور حالات زندگی بھی ملیں گے۔ گویا یہ تاریخ ایک بہت بڑا معلوماتی ذخیرہ ہے۔

۱۰…… آخر میں اس پر متنبہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ خلیفہ صاحب ؒ کو ’’بنوامیہ‘‘ کی سلطنت سے جتنی خصوصیت کے ساتھ دلچسپی تھی اتنی ’’بنوعباس‘‘ کی سلطنت سے نہیں تھی۔ حالانکہ خلیفہ صاحب کے زمانہ میں بہت سارے حضرات کا تعلق بنوعباس سے تھا۔ لیکن اس تاریخ میں بنوعباس کا تذکرہ سرسری طور پر جلدی کرکے آگے چل دیتے ہیں۔ جب کہ ’’بنوامیہ‘‘ کا خوشدلی، دلچسپی اور تسلی سے۔ میں (ڈاکٹر سہیل) اس کی وضاحت میں دو وجہیں سمجھتا ہوں: (۱) خلیفہ صاحب ؒ کے دور میں جو لوگ موجود تھے وہ بنوعباس

کے حالات وواقعات کو خوب جانتے اور پہچانتے تھے۔ اس لئے ان کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

(۲) مؤلف کتاب (خلیفہ بن خیاط ؒ) بصرہ کے رہنے والے تھے اور اہل بصرہ کا میلان ورجحان زیادہ تر خلافت عثمانیہ کی طرف تھا۔ نیز (اسی مقدمہ میں) پہلے گزر چکا ہے کہ مؤلف موصوف کے ایک شیخ ''یزید بن زریع ؒ'' کا تعلق بھی خلافت عثمانیہ سے تھا۔ اس لئے (شیخ کی موافقت میں) خلافت عثمانیہ کا تذکرہ بڑے ذوق وشوق سے اپنی اس (تاریخ کی) کتاب میں فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

تنبیہ: مذکورہ بالا امور (عشرہ) کے پیش نظر خلیفہ بن خیاط ؒ کی اس انوکھی تاریخ جو ایک بہت بڑا معلوماتی خزانہ بمصداق ''دریا بکوزہ'' اور ایک خوبصورت چارٹ ہے جو عربی پڑھنے اور لکھنے سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بیش بہا تحفہ ہے، میں نے تفصیل سے ان (خلیفہ صاحب ؒ) کی تاریخ پر مقدمہ لکھ کر کتاب کا اس لئے جزو اور حصہ بنادیا ہے تاکہ قارئین اس تاریخ کے مطالعہ سے قبل ذہن میں یہ تصور کر لیں اور دل میں یہ یقین بٹھالیں کہ مؤلف موصوف (خلیفہ صاحب ؒ) ایک بڑے نقاد (بہت بڑی پرکھ رکھنے والے) مؤرخ ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ انہیں دوسرے مؤرخین کی طرح نہ گردانیں جو تاریخ کی تدوین میں واقعات تیار کرتے اور لکھتے رہتے ہیں اور اس میں ہر رطب ویابس کو ذکر کرتے چلے جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کے علوم سے ہم سب کو مستفید ومستفیض فرمائے۔ آمین!)

تاریخ خلیفہ کے راوی کا تعارف

تاریخ خلیفہ کا وہ نسخہ جو ہمارے سامنے موجود ہے یہ ''بقی بن مخلد ؒ'' سے مروی اور منقول ہے اور ''بقی بن مخلد ؒ'' اسے خلیفہ بن خیاط ؒ سے نقل کرتے ہیں۔ اس راوی کا نام بقی ہے۔ کنیت ابوعبدالرحمن ہے اور والد کا نام مخلد ہے۔ بقی بن مخلد ؒ حفاظ حدیث اور دین کے بہت بڑے امام اور بہت بڑے زاہد وصالح ہیں۔ مشرقی ممالک کا سفر کر کے حدیث وسنت کے بڑے ائمہ وشیوخ سے کسب فیض کیا اور ان سے روایت حدیث کی۔ ان شیوخ کی تعداد تقریباً دوسو سے متجاوز ہے۔ بہت بڑی کتابوں اور چھوٹے بڑے رسائل کے مصنف ہیں۔ روایات حدیث کی جمع وترتیب میں بہت بڑی محنت کی اور مشقت اٹھائی۔ ''اندلس'' تشریف لے گئے تو وہاں بھی علم کا ذخیرہ اکٹھا کیا اور بڑے عمدہ مضامین پر کتب تصنیف کیں۔ ان کتب کو دیکھنے سے ان کی طلب علمی اور وفور علمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی تاریخ وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) بعض کہتے ہیں ۲۷۶ھ ہے۔ (۲) بعض کے نزدیک ۲۷۳ھ ہے۔ (۳) امام حمیدی ؒ نے ''جذوۃ المقتبس'' میں ۲۷۶ھ کو راجح قرار دیا ہے۔

آخری گزارش

صاحب مقدمہ (ڈاکٹر سہیل زکار) کہتے ہیں کہ جب میں تاریخ خلیفہ کے اس منفرد اور قیمتی نسخہ (جو

بقی بن مخلد ﷫ کی روایت سے مروی ہے) پر مطلع ہوا تو مجھے اس کی تحقیق وتخریج اور اس کی اشاعت کا خیال ہوا اور مقدمہ لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے اس کی کتابت کرائی اور اس کی روایات کی تخریج وتحقیق کی اور کتابوں کی نشاندہی کر دی ہے اور جن حضرات کے احوال لکھنے کی حاجت تھی تو حاشیہ میں ان کی وضاحت کر دی ہے اور جو رجال مشہور تھے ان کو ویسے رہنے دیا۔ ان پر کچھ نہیں لکھا اور کتاب کے آخر میں تفصیل فہرست بھی بنا کر دے دی ہے تاکہ قارئین کو اس میں سہولت ہو اور مزید تحقیق کرنے والوں کے لئے معاون ثابت ہو۔

واللہ من وراء القصد، وبہ التوفیق ولہ الحمد والمنة

ازقلم ڈاکٹر استاذ سہیل زکار

۱۲ر صفر ۱۳۸۷ھ، مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۶۷ء

حضرت مولانا اسماعیل شجاع آبادی کا سیالکوٹ کا تبلیغی سفر

مولانا اسماعیل شجاع آبادی ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ بروز سوموار تبلیغی دورہ پر سیالکوٹ تشریف لائے۔ سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ کے مختلف مقامات پر مولانا اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ترتیب دیئے۔ سالانہ کورس ردقادیانیت مسلم کالونی چناب نگر کے سلسلہ میں مولانا شجاع آبادی اور مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ کے مختلف مدارس میں تشریف لے گئے۔ سالانہ ختم نبوت کورس کی افادیت اور اس کے ثمرات پر روشنی ڈالی اور طلبہ جامعہ سے بھرپور شرکت کا وعدہ لیا کہ طلبہ چناب نگر میں ہونے والے سالانہ کورس میں اپنی شرکت یقینی بنائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری جمیل الرحمن اختر، قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عمر حیات نے مختلف مساجد میں جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ کی یوم وفات پر ان کی سیرت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی دین اسلام اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ سیدنا ﷺ کے وصال کے بعد تمام فتنوں کا جرات مندی اور دلیری سے مقابلہ کیا اور ان فتنوں کو زمین بوس کر دیا۔ علماء کرام نے کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے تمام اسلام دشمن فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور سیرت صدیقی کو اپنی زندگیوں پر لاگو کیا جائے۔

حضرت مولانا عبدالکریم کھڑو ؒ

مولانا عبدالصمد ہالیجوی

حضرت اقدس استاد العلماء شفیق ومربی حضرت مولانا سائیں عبدالکریم ؒ بالآخر بتاریخ ۲۵ رجمادی الاوّل ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۵ ؍مارچ ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ شام ساڑھے چار بجے، کار حادثہ میں اس دنیائے فانی کوالوداع کر کے آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی — وکل شی عندہ باجل مسمی
کیا خوب منتخب تھی تیری اے فرشتہ اجل — تو نے پھول وہ چنا جو گلشن کو ویران کر گیا
کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
تجھ سے پہلے تو بہاروں کا یہ انداز نہ تھا — پھول یوں کھلتے ہیں جتا ہو گلستان جیسے

آپ گوٹھ محمد صالح تحصیل گمبٹ ضلع خیرپور میرس میں حاجی غلام قادر کے یہاں ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے شعور سنبھالتے ہی اپنے آبائی گاؤں کے مدرسہ علم الہدیٰ میں قاعدہ ناظرہ قرآن پاک حافظ لال محمد پنہور کے پاس پڑھا اور اسی مدرسہ میں ابتدائی کتب کی تعلیم مولانا روشن الدین صاحب کھڑو ؒ اور مولانا شرف الدین صاحب کھڑو ؒ کے پاس قدوری تک حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے سندھ کے جامع المنقول والمعقول حضرت مولانا مظہر الدین ؒ کے پاس ہالیجی شریف میں زانوئے تلمذ اختیار کیا۔ اس دوران استاد سے خوب استفادہ کیا اور خوب محنت اور خدمت کر کے مثال قائم کی۔ اس کے بعد علم کی باقی ماندہ پیاس بجھانے کے لئے رحیم یارخان میں جامعہ بدار العلوم میں شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالغنی جاجروی ؒ کے پاس تشریف لے گئے اور آخر میں دورۂ حدیث شریف سید انور شاہ کشمیری ؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا قاضی شمس الدین ؒ کے پاس گوجرانوالہ میں کیا۔ اس دوران بھی آپ نے خوب محنت اور جفاکشی سے علم حاصل کیا۔ اندازہ یہ ہے کہ آپ کی فراغت ۱۹۶۶ء میں ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے باقاعدہ تدریس کا کام شروع کیا۔

آپ نے کل آٹھ مدرسوں میں علم کے چراغ کو روشن کیا۔ کل مدت تدریس ۴۹ سال ہے۔ آپ کی کل عمر ۶۹ سال بنتی ہے۔ آخر میں آپ نے اپنا بسیرا مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ کھڑا کی جماعت کے اصرار پر اسی مدرسہ میں رکھا اور اسی کے ہوکر رہ گئے۔ یہی مدرسہ آپ کی شناخت بنا اور آپ مدرسہ کی شناخت بن گئے۔

حضرت مولانا عبدالکریم ؒ پیدائشی طور پر ایک معلم تھے۔ انہوں نے زندگی میں ہمیشہ ایک ہی

خواب دیکھا اور اس کی تعبیر پائی اور ہمیشہ اسی کی تکمیل کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ان کی پوری زندگی میں ایک ہی خواہش تھی کہ وہ ایک اچھے اور معتبر استاد بن جائیں۔ غالباً عالم ارواح میں وہ ایک ہی خواہش لے کر آئے تھے کہ وہ اس دنیا میں کام کر جائیں اور کام جو انہوں نے دنیا میں انجام دیا وہ ایک بہترین استاد اور معلم کا تھا۔ آپ روایتی استاد نہیں تھے کہ جو اپنے اپنے استادوں کی کاپیاں دیکھ دیکھ کر پڑھاتے ہوں یا شرحوں کو سامنے رکھ کر شاگردوں کو نقل کر کے سناتے ہوں۔ بلکہ آپ ایک نظریاتی استاد تھے۔ طلبہ کو ان کا مستقبل مدنظر رکھ کر پڑھاتے تھے۔ پہلے خوب مطالعہ کرتے پھر اس کو ذہن میں آسان سے آسان بنا کر طلبہ کے سامنے آتے۔ عبارت پڑھواتے اور اپنے طور پر عبارت کا مفہوم سمجھاتے اور پھر عبارت پر اس کو منطبق کرتے جاتے۔ اس طرح مشکل سے مشکل عبارتیں طالب علموں کو آسانی سے سمجھ میں آجاتیں۔ اس لئے تمام طلبہ ان سے مطمئن تھے اور طلبہ کا میلان ان کی طرف ہوتا تھا۔ استاد محترم کی شفقت ومحبت تمام طلبہ پر یکساں ہوتی تھی۔ خاص طور پر ذہین اور غریب طلبہ پر خصوصی شفقت فرماتے۔

منقولات معقولات میں سے جس فن کی کتاب آپ کے زیر تدریس ہوتی تھی تو اس کی تفہیم وحسن تعبیر دلکش دلنشیں کرانے پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ آپ روشن دل اور صاف طینت تھے۔ آپ نے ساری زندگی علم کی آبیاری فرمائی علم ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا ہوا کرتا تھا۔ مدرس میں جو خوبیاں وکمالات ہونے چاہئے۔ وہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ جب آپ کے تدریسی دورانیہ پر نظر ڈالتے ہیں تو اسباق کا ناغہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ دوران تعلیم طالب علم اور استاد کے لئے چھٹی کو زہر قاتل سمجھتے تھے۔ خود بھی اس پر عامل رہے۔ مولانا پختہ علم، مجسمہ اخلاص اور تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔ خندہ روی کے شاہکار تھے۔ اپنے اسلاف کے ساتھ عقیدت اور خدمات کے تذکرہ سے رطب اللسان رہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ العلماء ورثة الانبیاء کا مصداق وہ علماء ہیں جو علوم ظاہری وباطنی دونوں کے تھامنے والے ہیں۔ یہ بات اکثر اہل مدارس اور اہل علم میں اب خال خال ہی نظر آتی ہے۔ مگر حضرت استاد مولانا عبدالکریم نوراللہ مرقدہ ان دونوں کے جامع تھے۔ انہوں نے اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا تھا۔ یہی رنگ اپنے شاگردوں اور متعلقین میں چڑھایا۔ آپ کی شخصیت کا نمایاں ترین پہلو آپ کا اپنے بزرگوں سلف صالحین سے محبت اور ان کی تحقیقات پر بھرپور اعتماد تھا۔ آپ کی زندگی پر جب نظر ڈالتے ہیں تو آپ کن فی الدنیا غریب اور عابر سبیل کی پوری ایک تصویر تھے۔ مات سعیداً وعاش سعیداً کہ سعادت مند ہو کر مرے اور پاکیزہ زندگی پائی۔ قابل رشک زندگی ہے۔ ”ان اللہ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة“ بے شک جو آدمی اپنے معمولات ذکر واذکار اعمال مسنونہ درس وتدریس میں اخلاص کے ساتھ پابند رہے اللہ پاک کی ان کے اوپر رحمت نازل ہوتی ہے اور اللہ پاک کی مدد شامل حال رہتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں:

''الاستقامة فوق الکرامة'' استاد مرحوم کے بارے میں تمام شاگردوں اور متعلقین اس بات پر گواہ ہیں۔ حضرت اپنی پوری زندگی معمولات کے پابند رہے۔ کبھی اس میں کمی کوتاہی نظر نہیں آئی۔ حضرت استاد مرحوم نے بندہ کو (محراب پور آمد کے موقع پر) خود فرمایا کہ میں اپنے تمام استادوں کے لئے ہر نماز کے بعد بلاناغہ دعا کرتا ہوں۔

توکل، استغناء بھی اللہ پاک نے خوب عطاء کیا ہوا تھا۔ آپ ہمیشہ توکل، استغناء کے عملی طور پر مجسم نمونہ رہے۔ اہل علم اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ دورۂ حدیث والا سال اپنے علمی مباحث اختلاف ائمہ دلائل الائمہ وجوابات کے اعتبار سے انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن استاد مرحوم نے اسی سال قرآن پاک حفظ مکمل کیا اور اہل خانہ کو خط لکھا کہ اپنی گاؤں والی مسجد میں اس سال تراویح کے لئے کسی اور حافظ کا انتظام نہ کرنا۔ اہل خانہ سمجھے کہ وہ کسی کو وہاں سے لے کر آئیں گے۔ لیکن جب پہلی رات ہوئی آپ خود مصلّٰی پر کھڑے ہوگئے اس طرح پورا رمضان خود تراویح پڑھائی۔ پھر آپ کا تاحیات تراویح پڑھانے کا معمول رہا۔ روزانہ ایک پارہ نوافل میں پڑھنے کا معمول رہا اور اس طرح ہر ماہ ختم القرآن کرتے رہے۔ آپ اپنے اسباق نماز فجر کے بعد شروع کرتے۔ دوپہر تک اسباق مکمل کرتے۔ ظہر کے بعد طلبہ کو مطالعہ کرواتے اور خود نگرانی کرتے۔ مغرب کے بعد مطالعہ اور عشاء کے بعد تکرار کا نظام جاری رکھا۔

استاد محترم حضرت مولانا عبدالکریم کھڑوی ؒ نے تحصیل علوم نبویہ وحکمت، منطق وفلسفہ پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ تزکیہ نفس وطریقت ومعرفت کی منازل طے کرنے کے لئے آپ سب سے پہلے غوث زمان مرشد الموحدین حضرت مولانا حافظ محمد اسعد ہالیجوی ؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے اور ریاضتین، مجاہدے بڑی پابندی کے ساتھ کرنے شروع کردیئے۔ غوث زمان کی وفات کے بعد عالم ربانی پیر طریقت حضرت مولانا محمد عالم پھوڑ ؒ سے بیعت ہوگئے۔ ان کی وفات کے بعد درگاہ عالیہ سومرانی شریف علم وحکمت کے سرچشمہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے منسلک رہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یک زمانہ صحبتے باولیاء بھتر از صد سالہ طاعت بے ریا

لیکن حضرت تھانوی ؒ نے اس میں کچھ ترمیم کرکے اس کا حق ادا کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس طرح ہونا چاہئے:۔

یک زمانہ صحبتے باولیاء بھتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

جو طالب علم زمانہ طالب علمی میں استاد کی خدمت کرتا ہے اس کے بارے میں تجربہ یہ ہے کہ اللہ پاک اس سے دین کی خدمت کا کام خوب لیتے ہیں۔ خدمت استاد کی بے شمار برکات اور انوارات ہیں۔ جن کا مشاہدہ تدریس کے زمانہ میں طالب علم کرتا رہتا ہے۔ حضرت استاد محترم اپنے زمانہ طالب علمی میں خدمت

استاد میں پیش پیش ہوا کرتے تھے۔ایک بار محراب پور آمد کے موقع پر طلبہ کو اصلاحی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں گوجرانوالہ دورۂ حدیث پڑھتا تھا تو میں نے اپنے استاد محترم کو کہا کہ یہ جو بھینس مدرسہ کے باہر کھڑی ہیں ان کی خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔آپ کسی اور کو ملازم نہ رکھنا میں یہ کام اچھی طرح جانتا ہوں۔استاد محترم نے فرمایا کہ یہ بھینس میری نہیں ہیں کسی اور کی ہیں۔اس سے آپ کے جذبہ خدمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔آپ میں یہ جذبہ خدمت صرف زمانہ طالب علمی ہی میں نہیں رہا بلکہ زمانہ تدریس میں بھی جب آپ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ خدمت کے میدان میں کسی سے پیچھے نہیں۔ جب آپ کی بیرونی ومدرسہ کی مصروفیات کم تھیں تو آپ مدرسہ کے طلبہ کا سالن خود پکاتے تھے اور کھانا خود اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے تھے اور بندہ نے خود دیکھا ہے کہ مدرسہ کے بیت الخلاء آپ صاف کرتے تھے۔ایک بار میں خود تقاضہ پورا کرنے کے لئے بیت الخلاء گیا تو آپ ان کی صفائی کررہے تھے اور فرمایا کہ چلے جاؤ بعد میں آنا۔کسی نے خوب ہی کہا ہے۔خدمت خلق سے خدا ملتا ہے۔

کامل استاد وہی ہے جو طالب علموں پر علوم ظاہری کے حصول پر خوب محنت کرے اور ان کے لئے دعائیں مانگے۔حضرت استاد محترم میں یہ بات بھی خوب تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعا سحرگاہی کی برکات سے آپ کے شاگرد علمی مقام کے اعتبار سے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے۔آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔لیکن یہاں معروف ومشہور کو ذکر کیا جاتا ہے:

۱......حضرت مولانا مفتی عبدالحق لاشاری مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم رشیدیہ بھول خان لاشاری ضلع خیرپور میرس۔۲......حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن پھل شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم کھڑرا ضلع خیرپور میرس۔۳......حضرت مولانا محمد رمضان فلپوٹو شیخ الحدیث جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑی ضلع خیرپور میرس۔ ۴......حضرت مولانا جان محمد سومرو محمد آباغ شکارپور۔۵......حضرت مولانا محمد عثمان جیکب آباد۔۶......حضرت مولانا عبدالحلیم موجائی محراب پور۔۷......حضرت مولانا محمد سلیم جعفری سابق استاد جامعہ حمادیہ کراچی۔۸......حضرت مولانا عبیداللہ سونگی۔۹......حضرت مولانا عبیداللہ انڈھڑ پنوعاقل۔۱۰......حضرت مولانا عبدالشکور پنوعاقل۔۱۱......راقم الحروف جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور۔۱۲......حضرت مولانا نظر محمد اجن۔۱۳......مبلغ اسلام حضرت مولانا اسد اللہ کھوڑو۔۱۴......حضرت مولانا کلیم اللہ کھوڑو۔

آپ کی سحرگاہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ آپ کے اکثر طلباء تدریس کے مشغلہ کے ساتھ منسلک ہیں۔اللہ تعالیٰ بڑے کرم نواز ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو آخر میں شہادت کی موت سے نوازتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے استاد محترم کو بھی آخر میں شہادت کی موت نصیب فرمائی۔چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورﷺ سے سنا آپﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا پھر اسے موت آگئی یا وہ قتل کیا گیا یا گھوڑا، یا اونٹ سے گرا، یا اسے کسی زہریلی چیز نے کاٹا، یا اسے اپنے بستر پر موت آگئی تو وہ شہید ہے۔(مشکوٰۃ)

حضرت استاد محترم غوث پور ضلع شکارپور کسی کے جنازہ میں شرکت کے لئے جارہے تھے۔ اپنی کار میں پیچھے والی سیٹ پر سوار تھے۔ آپ کا بیٹا ابراہیم گاڑی چلا رہا تھا۔ گاڑی اسی کی رفتار میں تھی۔ اچانک سائیڈ سے ایک موٹر سائیکل آئی آکر کار سے ٹکرائی۔ کار نے تین قلابازیاں کھائیں۔ کار کا دروازہ اس دوران کھل گیا اور حضرت استاد محترم نکل کر چند فٹ دور زمین پر گرے اور مٹی میں لت پت ہوگئے۔ قریب کے ساتھیوں نے اٹھایا۔ چارپائی پر بٹھایا۔ آپ نے کلمات کا ورد شروع کردیا اور جیب سے تسبیح نکالنے لگے اور فرمایا کہ میرا وقت آگیا ہے اور چارپائی پر خود سوگئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے الگ ہوگئے۔ ان کے ہزاروں شاگرد دنیا کے مختلف خطوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو ان کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ اس دنیا سے ہر ایک نے جانا ہے۔ لیکن جو شخص اس قسم کے صدقہ جاریہ والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثواباً وخیراً عملا چھوڑ کر جاتے ہیں وہ اپنے صدقات جاریہ کے ذریعہ دنیا میں بھی زندہ وجاوید ہوتے ہیں اور آخرت میں عنداللہ مقبول ہوتے ہیں۔

آپ کا جنازہ رات کو مدرسہ مظہر العلوم حمادیہ میں لایا گیا۔ اس کے بعد آبائی گاؤں لایا گیا۔ آپ کے چہرۂ انور پر موت سے پہلے اور بعد کی حالت میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا۔ جو خوبروی، تازگی، بہار زندگی میں تھی ذائقہ موت چکھنے کے بعد اس میں ادنیٰ تغیر بھی نہیں آیا۔ ماطاب حیاً ومیتاً کا مصداق تھے۔

آپ کے جنازہ میں علماء، صلحاء، طلباء، عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ولی کامل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سومرانی شریف نے ساڑھے دس بجے علی الصبح پڑھایا اور اس کے بعد آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
شعبہ طب نبوی دار الخدمت
قائم شدہ 1950
0308-7575868
0345-2366562
جوہر زیتون

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد اکبر شاہ بخاری

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی القاسمی صدر مجلس صیانت المسلمین، نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، یکم رجمادی الثانی ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۱۱؍مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقت تہجد دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

عالم اسلام کے اس جلیل القدر عالم دین کی وفات، حسرت آیات پوری دنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ وہ اس دور میں برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش بلکہ پورے عالم میں بہت بڑے عالم دین اور اکابر واسلاف کا عین نمونہ تھے۔ ان کا علم، عمل، زہدوتقویٰ وطہارت مسلم تھا۔ ان کے اخلاق واصاف وکمالات موجودہ پرفتن دور میں بے مثل تھے۔ ان کا وجود مسعود پورے عالم اسلام کے لئے باعث رحمت وبرکت تھا۔ ان کا سایہ عاطفت علمی دنیا کے لئے ایک سایۂ رحمت تھا۔ آپ کی ذات اقدس اکابر علماء ومشائخ دیوبند میں اس وقت عظیم المرتبت اور انتہائی قابل قدر ہستی کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ اس وقت تمام علماء امت کے امام تھے۔ ان کے سانحۂ ارتحال سے صرف جامعہ اشرفیہ لاہور یا مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان یا وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ علماء وفضلاء ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ عالم اسلام کے تمام علمی ودینی تبلیغی واصلاحی حلقہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی برکات سے محروم ہوگئے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ہماری حالت پر رحم فرمائیں۔ آپ کی وفات موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت کے درجات بلند فرمائیں اور پورے عالم اسلام کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آمین!

آپ مخدوم الامت حضرت اقدس مولانا مفتی حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ ان کا مقام علماء امت میں ارفع واعلیٰ تھا اور اپنے دور کے سب سے عظیم المرتبت شیخ کامل اور عارف کامل تھے۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب قدس سرہ غالباً ۱۹۲۱ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد محترم حضرت اقدس مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ نعمانیہ کے مہتمم اور صدر المدرسین تھے۔ آپ نے ابتدائی قاعدہ اور حفظ قرآن حضرت قاری کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تھا۔ صرف نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتابوں کی بسم اللہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی تھی۔ یہ مقام ومرتبہ اس وقت علماء کی صف میں صرف آپ کو حاصل ہوا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک

مرتبہ آپ کے بچپن کے زمانہ میں حضرت حکیم الامت ؒ سے یہ شکایت کی کہ عبیداللہ کو دینی تعلیم سے زیادہ رغبت وشوق نہیں ہے تو حضرت حکیم الامت ؒ نے فوراً فرمایا: مفتی صاحب! آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ عبیداللہ بھاگتے بھاگتے ہی عالم ہو جائے گا۔ حضرت حکیم الامت ؒ نے اپنی خداداد بصیرت سے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی اور مولانا عبیداللہ ؒ چھوٹی عمر ہی میں عالم فاضل بن گئے تھے۔ کافیہ سے آخر تک کتابیں اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن ؒ سے بھی پڑھیں اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۱ء میں تمام کتب درس نظامی پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

مرکز علم دارالعلوم دیوبند میں امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری ؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ سے آپ نے خصوصی تعلیمی استفادہ حاصل کیا۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ سے آپ نے بخاری شریف اور ترمذی شریف کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ سے مسلم شریف حضرت مولانا اعزاز علی امروہی ؒ سے ابوداؤد، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ سے طحاوی شریف اور حضرت مولانا نافع گل صاحب ؒ سے ابن ماجہ پڑھی اور دورۂ حدیث مکمل کیا۔ ۱۹۴۲ء سے آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ فراغت تعلیم کے بعد اپنے والد ماجد ؒ کی سرپرستی واہتمام میں چلنے والے مدرسہ نعمانیہ امرتسر ہی میں آپ نے درس وتدریس کا آغاز کیا اور تقسیم ملک تک یہ سلسلۂ تدریس جاری رہا۔ پھر والد مکرم کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ حضرت مفتی محمد حسن ؒ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد قائم کیا۔ جہاں اکابر علماء دیوبند کو جمع کیا گیا اور تعلیمی وتدریسی سلسلہ پھر سے شروع کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ اشرفیہ تعلیمی لحاظ سے عروج پر پہنچا۔ حضرت اقدس مولانا رسول خان ہزاروی ؒ اور شیخ المحدثین علامہ محمد ادریس کاندھلوی ؒ جیسے جلیل القدر محدثین جامعہ اشرفیہ سے وابستہ ہو گئے اور اعلیٰ تدریسی خدمات پر مامور ہوئے۔ حضرت مولانا عبیداللہ ؒ بھی ان حضرات اکابر کے سایہ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں ۱۹۴۹ء سے باقاعدہ مدرس مقرر ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ ساتھ ہی ان اکابر محدثین سے آپ نے علمی استفادہ شروع کیا اور حضرت مولانا رسول خان ہزاروی ؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ سے آپ نے دورۂ حدیث کی کتب مکرر پڑھیں۔ اس طرح سے حضرات اکابر بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

زمانہ تدریس میں حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب ؒ کی حیات ہی میں جامعہ اشرفیہ کی مجلس انتظامیہ نے باتفاق رائے آپ کو جامعہ اشرفیہ کا نائب مہتمم مقرر کیا۔ آپ تدریس کے ساتھ نیابت اہتمام کے منصب پر بھی باحسن طریق خدمات انجام دینے لگے۔ پھر حضرت مفتی ؒ کی رحلت تک اس عہدہ پر فائز رہ کر انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف رہے۔ یوں تو حضرت مفتی محمد

حسن رحمہ اللہ جن کی ساری اولاد گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے اور ماشاءاللہ سب کے رگ و پے میں دین رچا بسا ہوا ہے۔ لیکن حضرت مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمہ اللہ اور مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ بڑے علماء وفضلاء میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ کو اس لحاظ سے یہ فوقیت حاصل رہی ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی آغوش شفقت میں ہوئی اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے کتب صحاح اوّل تا آخر تبرکاً آپ کو پڑھائیں اور آپ حکیم الامت رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید کہلائے۔

علاوہ ازیں آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں جب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے پاس تلاوت بخاری شریف ہوتی تھی تو منتخب اور چیدہ طلباء ہی پڑھتے تھے۔ جن گنے چنے منتخب اور چیدہ طلباء دین کے اسماء گرامی شامل تھے ان میں حضرت مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ نے جن عظیم المرتبت اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ وہ بقول آپ کے ہر ایک علم وعمل کے درخشندہ آفتاب وماہتاب تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے اکابر واساتذہ وشیوخ کے محبت ومحبوب رہے اور ان کی خصوصی عنایات وتوجہات کا مرکز رہے تھے۔ فراغت تعلیم کے بعد سے لے کر آخر دم تک اعلیٰ تدریسی خدمات میں مصروف رہے۔ ۱۹۶۱ء میں اپنے والد گرامی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم منتخب ہوئے اور آخر وقت تک تقریباً پچپن سال جامعہ کے مہتمم اعلیٰ رہے۔ آپ کے برادران حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمہ اللہ، حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ نائب مہتمم رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے جامعہ اشرفیہ کو بام عروج تک پہنچایا اور جامعہ کی بے مثال ترقی وتعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے عالم شباب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تحریک پاکستان میں عملی حصہ لیا اور ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں بے مثال خدمات انجام دیں اور تقریر وتحریر کے ذریعے دینی فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ استحکام پاکستان کے لئے بڑا کام کیا اور ملک میں اٹھنے والے ہر فتنے اور باطل نظریات کا رد کیا اور کلمۂ حق ادا کیا۔ آپ نے اپنی تدریسی وعلمی خدمات کے ذریعے ہزاروں تلامذہ پیدا کئے جو ملک، بیرون ملک دینی خدمات میں مصروف ومشغول ہیں۔ آپ ایک عظیم محدث، محقق ومدبر اور باصلاحیت منتظم تھے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ انتہائی بااخلاق ملنسار، متواضع، منکسر المزاج اور لطیف الروح تھے۔ خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ مگر ایک اعلیٰ مدرس، خطیب ومقرر تھے۔ آپ کا درس اعلیٰ ہوتا تھا۔ ادا ادا سے علم چھلکتا تھا۔ اکابر واسلاف کے واقعات آپ کے درس میں اکثر سننے میں آتے تھے۔ خلافت واجازت کا تاج حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ نے سر پر سجایا۔ اس طرح سے سلسلۂ اشرفیہ امدادیہ کے روشن چراغ رہے اور بزم اشرف کے عظیم فرد چراغ رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور

جو ایک دینی یونیورسٹی ہے، زندگی بھر اس کی خدمت میں مصروف رہے اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کے دوقومی نظریے کے علمبردار رہے اور ان کی جماعت مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ونظام اسلام پارٹی سے وابستہ رہے۔ ان کے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن ؒ جمعیۃ علماء اسلام کے صدر رہے اور آپ بھی مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان پنجاب کے صدر بھی رہے۔ حق تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کورس پشاور

جامع مسجد الوزیر میں ۱۱،۱۲ مارچ کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا تاج محمد، مولانا عابد کمال نے قادیانیت سے متعلقہ مباحث کے عنوان پر لیکچر دیئے۔ یہاں بھی کورس کا دورانیہ ظہر سے عصر تک رہا۔ بارش کے باوجود قرب وجوار کے علمائے کرام اور پڑھے لکھے طبقہ نے تقریباً دو سو کی تعداد میں شرکت کی۔

ختم نبوت کورس نوشہرہ

نوشہرہ کی جامع مسجد کرے شاہ میں انہیں تاریخوں میں کورس منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ ۱۱ مارچ کو مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد، مولانا مفتی راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان نے، جبکہ ۱۲ مارچ کو مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عنوانات پر سیر حاصل بحث کی۔ کورس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ کورس کا دورانیہ ظہر تا عشاء رہا۔ شرکائے کورس کو مقامی مجلس کی طرف سے سندات بھی دی گئیں۔ کورس کا انتظام مولانا قاری محمد اسلم اور ان کے رفقاء نے کیا۔

ختم نبوت کورس ڈیرہ اسماعیل خان

جامع مسجد کشنری بازار ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا قاضی عبدالحلیم، جناب محمد شعیب گنگوہی کی نگرانی میں ۲۵،۲۶ مارچ کو ظہر سے عصر تک تین روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۵ مارچ کو مفتی عبدالواحد قریشی اور دیگر مقامی علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔ ۲۶،۲۷ مارچ کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب ومیانوالی نے لیکچر دیئے۔ انتظامات قاری محمد خالد گنگوہی کی نگرانی میں طے ہوئے۔

ختم نبوت

آخری قسط

مولانا مفتی محمد شفیع ؒ

نبوت کا چھیالیسواں حصہ

صرف یہی نہیں کہ قرآن میں بروز اور بروزی نبی کے پیدا ہونے کی کوئی شہادت موجود نہیں۔ بہت سی احادیث بھی اس عقیدے کا صاف صاف بطلان کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو، سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہا۔'' (بخاری اور مسلم نے روایت کیا)

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی ہے۔ سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا۔ البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو، مبشرات باقی ہے۔ یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ: ''سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' اب ذرا قادیانی عقل کج مزاج کی دلیری ملاحظہ کیجئے کہ اسی حدیث سے بقائے نبوت ثابت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے۔ اسی سے نفس نبوت کا بقا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح نبوت کے جزو کا باقی ہونا، خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اگر یہ منطق مان لی جائے کہ کسی شئے کے ایک جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جاسکتا ہے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا۔ کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا اور پھر تو شاید ایک دھاگے کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک پیچ کو کواڑ بھی۔ یہ محض لچر اور ناقابل ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

اس حدیث میں قابل لحاظ بات تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف رؤیائے صالحہ کے بقاء کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت کا نام نہیں لیا۔ گویا نبوت کی کوئی قسم آپ ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی۔ ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہے، بجائے سچے خواب کے اس کا ذکر فرمایا جاتا اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو، یعنی رویائے صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے۔ اب انصاف کیجئے کہ اگر سوائے رویائے صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا۔

مرزا قادیانی نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے۔ مگر صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیرتشریعی ہے اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزئی ہے اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی و بروزی ہے اور کہیں لکھتا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔ غرض ان متعارض اور متضاد اقوال کو اختیار کر کے وہ سمجھے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہوگئی اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی گنجائش بھی باقی رہ گئی کہ ہم قرآن وحدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کے منکر نہیں ہیں۔ لیکن اس حدیث نے مرزا قادیانی کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام

آیت خاتم النبیین کی روشن دلیل کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی غرض سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا تو آخر زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام، جو متفق علیہ نبی ہیں، کیسے آسکتے ہیں؟ حال آں کہ ان کا قیامت کے قریب آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے، یا نزول مسیح علیہ السلام سے ہاتھ اٹھایئے۔ یہ شبہ خلط مبحث کا شاہکار ہے۔ حقیقت میں ان دونوں عقیدوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

عربی لغت اور محاورے کی رو سے خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء وفات پاگئے ہوں۔ اہل عرب جب خاتم الاولاد یا آخر الاولاد بولتے ہیں تو مراد یہی ہوتی ہے کہ یہ بچہ سب سے آخر میں پیدا ہوا، نہ یہ کہ پہلی تمام اولاد کا صفایا ہو چکا۔ حدیث میں اسی مفہوم کی صراحت یوں ہے کہ حضرت سہلؓ ابن سعد الساعدی راوی ہیں کہ حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے میرے چچا! اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہے۔ جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا ہے۔“ (طبرانی، ابونعیم، ابویعلی، ابن عساکر، اور ابن النجار نے روایت کیا)

دیکھئے! خود حضرت رسالت پناہ ﷺ نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تمثیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرما دیا۔ کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو ان سے پہلے مہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے کا مخالف یا معارض سمجھے یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ ان سے پہلے کے سب مہاجرین مر چکے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آیت کریمہ: ’’واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح (الاحزاب:۷)‘‘ کی تفسیر میں فرمایا: ’’میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں۔‘‘

اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی۔ نہ یہ کہ آپ ﷺ سے پہلے سارے انبیائے کرام وفات پا چکے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق احادیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے کہ آپ ﷺ اس دنیا میں جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو نبی کی حیثیت سے نہیں، بلکہ امام کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کریں گے۔

انکار ختم نبوت کی سزا

قرآن وحدیث، آثار صحابہؓ اور اقوال ائمہ ومفسرین ختم نبوت کے اس اجماعی عقیدے پر نہ صرف کلی طور پر متفق ہیں بلکہ اس سے انکار کرنے اور آیت خاتم النبیین کے خلاف اجماع وتاویل کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیتے ہیں۔ سید محمد آلوسی بغدادی ؒ اپنی مشہور ومستند تفسیر روح المعانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف شبے کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہوگیا۔ جن وانس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہوسکتا اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے سے ہرگز معارض نہیں۔ جس پر امت نے اجماع کیا ہے اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں اور شاید درجہ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر قرآن نے تصریح کی ہے اور جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے۔ یعنی آخر زمانے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ متصف ہو چکے تھے۔‘‘

اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے علامہ آلوسی ؒ مزید فرماتے ہیں: ’’اور آنحضرت ﷺ کا آخر النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جس پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا۔‘‘

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس اللہ سرہ، جو علوم ظاہریہ وباطنیہ کے مسلّم امام ہیں۔ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہوگیا تھا۔ اسی کی رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں: ’’خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی

تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی۔ اس کا کلام ایک بکواس وہذیان ہے اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں۔“

امام حدیث، علامہ شاطبی ؒ جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور ومعروف امام ہیں، اپنی کتاب ”اعتصام“ میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست شمار کرتے ہیں۔ جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور امت کے اجماع نے ان کو واجب القتل سمجھا۔ اسی سلسلے میں امام موصوف نے فازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے بہت سے ایسے شعبدے بھی دکھائے جو کرامت یا خارق عادت سمجھے جاتے ہیں۔ عوام ہر زمانے میں عجائب پرست ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگیا۔ یہ شخص بھی مرزاغلام احمد کی طرح اجماع قرآن کا مدعی تھا۔ اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین کی ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نکل آئے۔ مگر علمائے وقت نے اس کے دعوے اور تاویلات کو اتفاق رائے سے کفر والحاد قرار دیا۔ تلخیص: عرفان غازی

جامعہ فاروقیہ میں ختم نبوت کانفرنس

جامعہ فاروقیہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد میں ۲۵ فروری کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا نے تفصیلی بیان فرمایا۔ نگرانی مولانا وحید اللہ نے کی۔ علاقائی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔

محلہ نور پورہ میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ نور پورہ ستیانہ روڈ ۲۸ فروری بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری غلام مرتضیٰ عطاری نے کی۔ نعت قاری محمد سعید مدنی، محمد اکرم چشتی، حافظ محمد سجاد نے پڑھی۔ مولانا اللہ وسایا، قاری محمد یعقوب، علامہ اسحاق بریلوی، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا سید خبیب احمد شاہ نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی سرپرستی حضرت پیر فاروق ناصر شاہ، مولانا محمد طیب شاہ نے کی۔ کانفرنس پیر سید فاروق شاہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس چک نمبر ۱۰۵ پیر جگی موڑ

۲۰ مارچ صبح گیارہ بجے تا نماز عصر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا پیر غلام محمد دین پوری نے کی۔ حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، مفتی محمد ادریس، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس قبل مغرب حضرت خاکوانی صاحب مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ انتظامات کے فرائض چوہدری مشتاق احمد گجر اور ان کے رفقاء نے سرانجام دیئے۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ

تعارف حضرت مہدی اور مرزائے قادیانی کے دعوئی مہدویت کی حقیقت: ترتیب

وتحقیق: حافظ عبیداللہ اسلام آباد: صفحات:۱۱۲: قیمت درج ہے نہ ملنے کا پتہ!

سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے بارہ میں تین قسم کے طبقات پائے جاتے ہیں۔ ایک خارجی جو حضرت مہدی کی آمد کے سرے سے منکر ہیں۔ دوسرے روافض جو انہیں انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔ تیسرا طبقہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ جو از روئے احادیث صحیحہ متواترہ ان کی تشریف آوری کو قیامت کی علامات میں سے سمجھتا ہے کہ وہ قبل از قیامت مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ان کی اہل اسلام بیعت کریں گے اور وہ شام وغیرہ میں سیدنا مسیح علیہ السلام کے ساتھ فتنہ دجال کے استیصال کے سلسلہ میں رحمت دوعالم ﷺ کی امت کی رہنمائی وقیادت فرمائیں گے۔ اس رسالہ کے فاضل مولف نے اہل سنت کے موقف کو سامنے رکھ کر سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی ذات گرامی پر مواد جمع کیا ہے۔ اس رسالہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان سے متعلق دجال قادیان نے جو پینترے بدلے، جس طرح احادیث میں تحریف کی۔ توڑ مروڑ، بگاڑ وفساد سے خودغرضانہ نتائج حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ دلائل کی دنیا میں باحوالہ نقل کر کے ان سب اوباشانہ حرکات کا فرانہ کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ آپ پڑھیں تو انصاف فرمائیں کہ ہمارا یہ تجزیہ کتنا مبنی برانصاف ہے۔ حق تعالیٰ مصنف کے قلم میں برکت نصیب فرمائیں۔ رافضیوں، قادیانیوں اور خارجیوں کی بے سروپا من گھڑت اور فرضی روایات سے مصنف سمیت ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ آمین!

آیئے پاکستان کی قدر کریں:

اس عنوان پر حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور دیگر مشاہیر امت کے رشحات قلم کو جمع کر دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا رفیع عثمانی مہتمم دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا محمد صدیق مرحوم شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان ایسے حضرات نے اس کتاب کی افادیت کو سراہا ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ

بعد از نماز مغرب جامع مسجد یوسف بنوری ملحقہ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ بنوری ٹاؤن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی پیر طریقت حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھے۔ کانفرنس کی نقابت کے فرائض مولانا قاسم نے سرانجام دیئے۔ تلاوت مولانا عبدالوکیل نے کی۔ نعت کی سعادت اویس احمد فاروقی، مولانا قاسم گجر، مولانا خاکوانی صاحب کے خادم جناب جعفر کو حاصل ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا محمد طیب، مولانا مفتی عثمان، مولانا شاہ نواز فاروقی، پیر سید شبیر احمد گیلانی، مولانا اسماعیل شجاع آبادی اور حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس بمقام مرکزی جامع مسجد ختم نبوت کنگنی والہ گوجرانوالہ میں ۱۵ر مارچ بروز منگل بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ کانفرس کی تیاری شہر بھر میں خوب کی گئی تھی۔ اشتہارات، فلکس بینرز سے پوری طرح تشہیر کی گئی۔ پہلی نشست میں تلاوت قاری محمد ابوبکر خالد نے کی۔ نعت حافظ محمد حسان شاہد رامپوری نے پڑھی۔ افتتاحی بیان مولانا مفتی محمد غلام نبی کا ہوا۔ مفتی صاحب نے نسل نو کو موجودہ دور میں جو فتنے جنم لے رہے ہیں ان سے آگاہ کیا۔ مفتی صاحب کے بعد ملک کے مشہور نعت خواں حافظ فیصل بلال حسان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ حضرت مولانا شاہ نواز فاروقی کا بیان ہوا۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کو قرآن واحادیث، اجماع امت اور قیاس سے ثابت کیا اور کہا صحابہ کرامؓ کی عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے قربانیاں ہمارے لئے مشعل رہ ہیں۔ بعد از نماز عشاء کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت قاری محمد یوسف عثمانی نے کی۔ نعت قاری ارشد محمود صفدر عالمی ایوارڈ یافتہ نے پیش کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تحریک ختم نبوت تحاریک ختم نبوت پر خوب روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام تحریکوں میں پوری قوم اکٹھی رہی اور اللہ تعالیٰ نے امت کو کامیابی سے سرفراز کیا۔ آخری اور مفصل بیان حضرت پیر ناصرالدین خاکوانی صاحب مدظلہ نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہوا۔ حضرت نے اپنے خطاب میں امیر

شریعت ؒ کے یادگار واقعات سے مجمع کو ان کا دیوانہ بنا دیا۔ حضرت نے فرمایا امیر شریعت ؒ کی محاذ ختم نبوت پر جدوجہد کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اکابر نے اتنی بڑی محنت کر کے اس عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کیا۔ قانون بنوایا۔ اس عقیدے کا دفاع اور اس قانون کی حفاظت ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ نقابت کے فرائض حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عمر حیات نے سرانجام دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محلہ مصطفیٰ کے زیر اہتمام ۱۸ فروری بعد نماز عشاء سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کی سعادت ڈاکٹر قاری صولت نواز نے حاصل کی۔ نعت حافظ یونس داؤد فاروقی، قاری محمد سعید مدنی اور قاری طلحہ محمود ہمدانی نے پیش کی۔ جبکہ مولانا اللہ وسایا، مولانا شاہ نواز فاروقی، مولانا غلام محمد، مولانا سید خبیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید سیال کے بیانات ہوئے۔ نقابت کے فرائض صاحبزادہ مبشر محمود نے سرانجام دیئے۔ جامعۃ الحسنین کے استاذ مولانا عبیدالرحمان مہمان خصوصی تھے۔

الفتح گراؤنڈ کی سالانہ کانفرنس

الفتح گراؤنڈ کی سالانہ کانفرنس ۲۴ مارچ بعد نماز مغرب ہوئی جس میں حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیزالرحمان ثانی، مولانا محمد اسماعیل محمدی لاہور، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مولانا اعجاز مصطفیٰ امیر مجلس کراچی، مولانا سید عاشق شاہ لاہور، مولانا عبدالمجید ٹوبہ قلعہ دیدار سنگھ نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام جناب فیصل بلال، حافظ حسان شاہد رامپوری، مفتی سعید مدنی، مولانا محمود مدنی، سید قاری طلحہ محمود ہمدانی نے پیش کی۔ کانفرنس حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا سید فاروق ناصر شاہ کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ نقابت کے فرائض مولانا مفتی خبیب شاہ، مولانا عبدالرشید سیال نے سرانجام دیئے۔ فیصل آباد کے جامعات کے اساتذہ، منتظمین رات گئے تک اسٹیج پر موجود رہے۔ انتظامات کی نگرانی سید معظم شاہ، سید حنظلہ شاہ، سید یاسر شاہ، سید حمزہ شاہ نے کی۔ سیکورٹی کے فرائض امدادیہ کے اساتذہ وطلبہ کرام نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس حضرت حافظ خاکوانی صاحب مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس صوابی

۱۳ مارچ کو صبح آٹھ بجے تا نماز عصر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں عوام نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت ضلعی امیر مولانا اعزازالحق شاہ منصور نے کی۔ کانفرنس سے مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا قاضی راشد الحسینی اٹک، قاری اکرام الحق مردان، مولانا رضوان عزیز چناب نگر، مولانا عطاء الحق درویش، مولانا خلیل احمد مخلص، مولانا

عبدالہادی، مولانا حزب اللہ جان چارسدہ، مولانا نورالہادی نے خطاب کیا۔ انتظامات کی نگرانی مولانا مفتی نصیر محمد، مولانا فضل علی شاہ، مولانا علیم الرحمان، مولانا صابر شاہ، ڈاکٹر فضل رحمانی، حاجی عبدالسلام، مفتی عادل وہاب، مولانا حافظ اعجاز احمد، مولانا فیضان الحق نے کی۔ مولانا محمد قاسم گجر لاہور نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

ختم نبوت کانفرنس لیہ

لیہ میں ایک عرصہ سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ کانفرنس کی منتظمہ مجلس ختم نبوت کے عہدہ داروں اور حضرت خاکوانی صاحب مدظلہ کے مریدوں پر مشتمل ہے۔ امسال ۱۸ مارچ کو جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد دو نشستیں منعقد ہوئی۔ جمعہ سے قبل نقشبندی اجتماع منعقد ہوا جس سے حضرت خواکوانی صاحب مدظلہ نے اصلاحی خطاب فرمایا۔ جمعہ کے بعد ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالقادر ڈیروی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خطابات ہوئے۔ صدارت ضلعی امیر مولانا محمد حسین نے کی۔ انتظامات مولانا قاری عبدالشکور کی نگرانی میں طے ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس بنوں

پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۵ مارچ کو بمقام حافظ جی مسجد بنوں میں منعقد ہوئی۔ مجلس کے ضلعی امیر مولانا عظمت اللہ سعدی کی شب وروز محنت سے جہاں بنوں کا بچہ بچہ عقیدہ ختم نبوت سے روشناس ہوا وہاں اس کانفرنس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں تمام مذہبی، سماجی اور سیاسی شخصیات شامل تھیں۔ علاوہ ازیں مدارس سے طلباء، سکول، کالج اور یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس نے بھی بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کی پہلی نشست کی صدارت نائب امیر مرکزیہ مولانا صاجزادہ عزیز احمد نے کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری ظاہر اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا شمس الحق حقانی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کی پہلی نشست سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بیان کیا۔ جبکہ خطبہ جمعہ قاضی احسان احمد نے ارشاد فرمایا۔ دوسری نشست کی صدارت مولانا عبدالغفور نقشبندی نے فرمائی۔ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا اللہ وسایا نے شرکائے کانفرنس کو فتنہ قادیانیت اوران کی سازشوں سے آگاہ فرمایا۔ مولانا عظمت اللہ سعدی نے قراردادیں پیش کیں۔ کانفرنس کا اختتام مولانا عبدالغفور نقشبندی کے وعظ اور دعا سے ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۹ راپریل کو جامع مسجد ہاجرہ یعقوب اقرأ روضۃ الاطفال اعوان مارکیٹ چونگی امرسدھو فیروز پورروڈ لاہور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مفتی

شہاب الدین پوپلزئی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا عبدالحق خان، مولانا مفتی حسن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا مفتی عزیز الرحمن، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عتیق الرحمن سمیت کئی ایک حضرات علمائے کرام نے خطاب کیا۔ علماء نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام کسی ایک مسلک یا ادارے کا نہیں بلکہ ہر مسلمان کا دینی اور مذہبی فریضہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے کام کے ساتھ ساتھ قادیانیت کا معاشی، معاشرتی اور اقتصادی بائیکاٹ ضروری ہے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی اور سامعین پورے جوش وجذبے کے ساتھ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے پنڈال کی رونق بنے رہے۔

ختم نبوت کانفرنس لکی مروت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیراہتمام ۲۶ مارچ بروز ہفتہ جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی پہلی نشست صبح آٹھ بجے مولانا مفتی عبدالغفار کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت حافظ محمد اور حافظ ذبیح اللہ ادہمی نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ اور مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے سرانجام دیے۔ نعت حافظ مبشر، محمد ابراہیم خلیلی اور امیر حسین نے پیش کی۔ کانفرنس سے مولانا محمد طیب طوفانی، ماسٹر عمر خان تاجہ زئی، مولانا حبیب الرحمن، مولانا عبدالحمید، مولانا قاضی احسان احمد کے بیانات ہوئے۔ مولانا مفتی عبدالغفار نے پہلی نشست کی اختتامی دعا کرائی۔ نماز ظہر کے بعد مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کی صدارت میں دوسری نشست شروع ہوئی۔ قاری صفی اللہ نے تلاوت فرمائی۔ نعت ابراہیم خلیلی اور امیر حسین نے پیش کی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے بیانات فرمائے۔ کانفرنس میں بڑی تعداد میں علماء کرام، مدرسین حضرات، سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین، سرکاری ونجی اداروں کے ذمہ دار، تاجر برادری اور خصوصی طور پر صحافی حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس مولانا محمد شہاب الدین پوپلزئی کی رقت آمیز دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس خانیوال

سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۲۲ مارچ بروز منگل بعد نماز عشاء خانقاہ مالکیہ مینار مسجد خانیوال میں پیر خواجہ عبدالماجد صدیقی ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد از نماز عشاء قاری محمد ذوالفقار اور قاری اشفاق احمد کی تلاوت سے ہوا۔ ہدیہ نعت حافظ حبیب الرحمن نے پیش کیا۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، سفیر ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عطاء المنعم نعیم، مولانا محمد عباس اختر ودیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کے تمام تر انتظامات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان اور خانقاہ کے خدام نے

سنبھالے۔ کانفرنس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے عوام وخواص نے شرکت کی۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس خواجہ عبدالماجد صدیقی کی رقت آمیز دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کورس بنوں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ نظام العلوم چار بجلی چوک بنوں ۷،۸ مارچ کو ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ صدارت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے کی۔ ۷ مارچ جامعہ کے مہتمم مولانا امداد اللہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت قرآن وسنت سے بیان کی۔ مولانا عابد کمال نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علمائے کرام کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمایا۔۔ ۸ مارچ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف قادیانیوں کے عقلی شبہات کے جوابات بیان فرمائے۔ مولانا محمد عابد کمال نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی، آخری خطاب مولانا امداد اللہ نے فرمایا۔ کورس کا دورانیہ ظہر سے عصر تک رہا۔

ختم نبوت کورس کنری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تین روزہ ۲۳ فروری تا ۲۵ فروری بروز منگل، بدھ، جمعرات بخاری مسجد کنری تحفظ ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یارخان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے کورس کے شرکاء کو عقیدہ ختم نبوت، حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان جیسے موضوعات پر لیکچر دیا۔ مفتی صاحب نے کورس کے آخری روز تجارت کے شرعی اصول بیان کئے جس میں کنری شہر کی تاجر برادری نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔

مدارس عربیہ میں بیانات

سالانہ آل پاکستان چناب نگر ختم نبوت کورس کے سلسلہ میں مجلس کے مبلغین ہر سال ملک بھر کے جامعات میں بیانات کرتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی مولانا قاضی احسان احمد نے کراچی، مولانا توصیف احمد نے حیدرآباد، ٹنڈوالہ یار، مولانا محمد علی صدیقی نے میرپورخاص، مولانا مختار احمد نے بدین، تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نے نواب شاہ، خیرپورمیرس، مولانا محمد حسین ناصر نے سکھر، گھوٹکی، شکارپور، مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام حسین، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا عابد کمال نے اپنے اپنے حلقوں کے مدارس میں بیانات کئے اور طلبہ کرام کو کورس میں شرکت کی دعوت دی۔

’’تقریب سعید ختم مشکوٰۃ شریف، مدرسہ ختم نبوت چناب نگر‘‘

مدرسۃ العربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۳ رجب المرجب بمطابق ۱۱ اپریل بروز پیر صبح ۱۰ بجے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور حمد ونعت کے بعد مقامی علمائے کرام کے مختلف بیانات ہوئے اس دفعہ علمائے چنیوٹ نے بطور خاص شرکت فرمائی اس کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب معزز مہمان حضرت مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی کو دعوت خطاب دی۔ حضرت قاری صاحب نے اپنے بیان میں طلباء کو خاص طور پر اس بات کی تاکید کی کہ اپنے ادارہ اساتذہ سے خوب محبت اور وفاء کا ثبوت دیں۔ خود بھی اور دوسرے طلباء کو اپنے مدرسے کی طرف متوجہ فرمائیں۔ مدرسہ کی رونق اور بہاروں کو مزید ترقی ورونق بخشیں۔ مشکوٰۃ شریف کے طلباء سے یہ بات ارشاد فرمائی باقی مدرسہ کے طلباء کو ایک مبارک ہے۔ کہ وہ علم دین کی ترقی اور ترویج میں کوشاں ہیں۔ اور آپ حضرات کے لئے دو دفعہ مبارک باد ہے کہ آپ تعلیم وتعلم کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی ذات اقدس کی حفاظت اور عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ یہ اعزاز فقط اس مدرسہ ختم نبوت کے طلباء کو حاصل ہے جو دوسرے مدرسہ کے طلباء کو حاصل نہیں ہے۔ اسکے بعد شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کا بیان ہوا۔ جس میں آپ نے چناب نگر کے تاریخی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور مدرسہ کے تمام تر شعبہ جات ڈسپنسری، بخاری لائبریری، سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس، دارالافتاء۔ اعدادیہ سے لے کر موقوف علیہ تک درس نظامی، اور اسی طرح عصری تعلیم، شعبہ پرائمری سے لے کر ایف اے تک کا خوب تعارف کروایا۔ جس پر تمام سامعین نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مہمانِ خصوصی شیخ الحدیث، حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پنجاب، درس مشکوٰۃ شریف کے لئے تشریف لئے جس پر حضرت مولانا اللہ وصایا صاحب دامت برکاتہم نے ان کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا اور بیان کے لئے دعوت دی۔ حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب بیان کے لئے تشریف لائے۔ تمام اکابرین عالمی مجلس وکارکنان کو تمام تر شعبہ جات کے اجراء پر مبارک باد دی۔ اور اکابرین کی محنتوں اور کاوشوں کو خوب سراہا۔ ارشاد فرمایا کہ چناب نگر کفر گڑھ میں واقعی ایسے ادارے کی ضرورت تھی۔ کہ جس سے علم نبوت کی روشنی خوب پھیلے۔ اور کفر کی ظلمت کی اوس پڑ جائے اور تمام دینی اداروں کی اہمیت علم کی فضیلت اساتذہ وادارہ سے محبت ووفا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور عالمی مجلس کے ساتھ وابستگی امت محمدیہ کی شرف وفضیلت اور آخری حدیث پر خوب بسط ووضاحت کے ساتھ سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ جس پر تمام سامعین داد تحسین دینے پر مجبور ہو گئے۔ آخر میں مشکوٰۃ شریف میں شریک دس طلباء کرام کو مبارک باد دی۔ اور ارشاد فرمایا کہ سفید لباس میں ملبوس سروں پر پگڑی سجائے ہوئے یہ نورانی چہرے مستقبل کے درخشندہ باب ہیں۔ جو عقیدہ ختم نبوت اور علوم نبوت کی حفاظت اور چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ حضرت قاضی صاحب کی ہی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس تمام پروگرام کی سرپرستی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب جبکہ نگرانی حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے فرمائی۔ اساتذہ وطلباء جامعہ ہذا نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے دن رات ایک کر کے محنت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات جزائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین

چمنستانِ ختمِ نبوّت

کے

گلہائے رنگارنگ

(جلد دوم)

ترتیب

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

تین جلدوں کا مکمل سیٹ قیمت :-/500 روپے

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

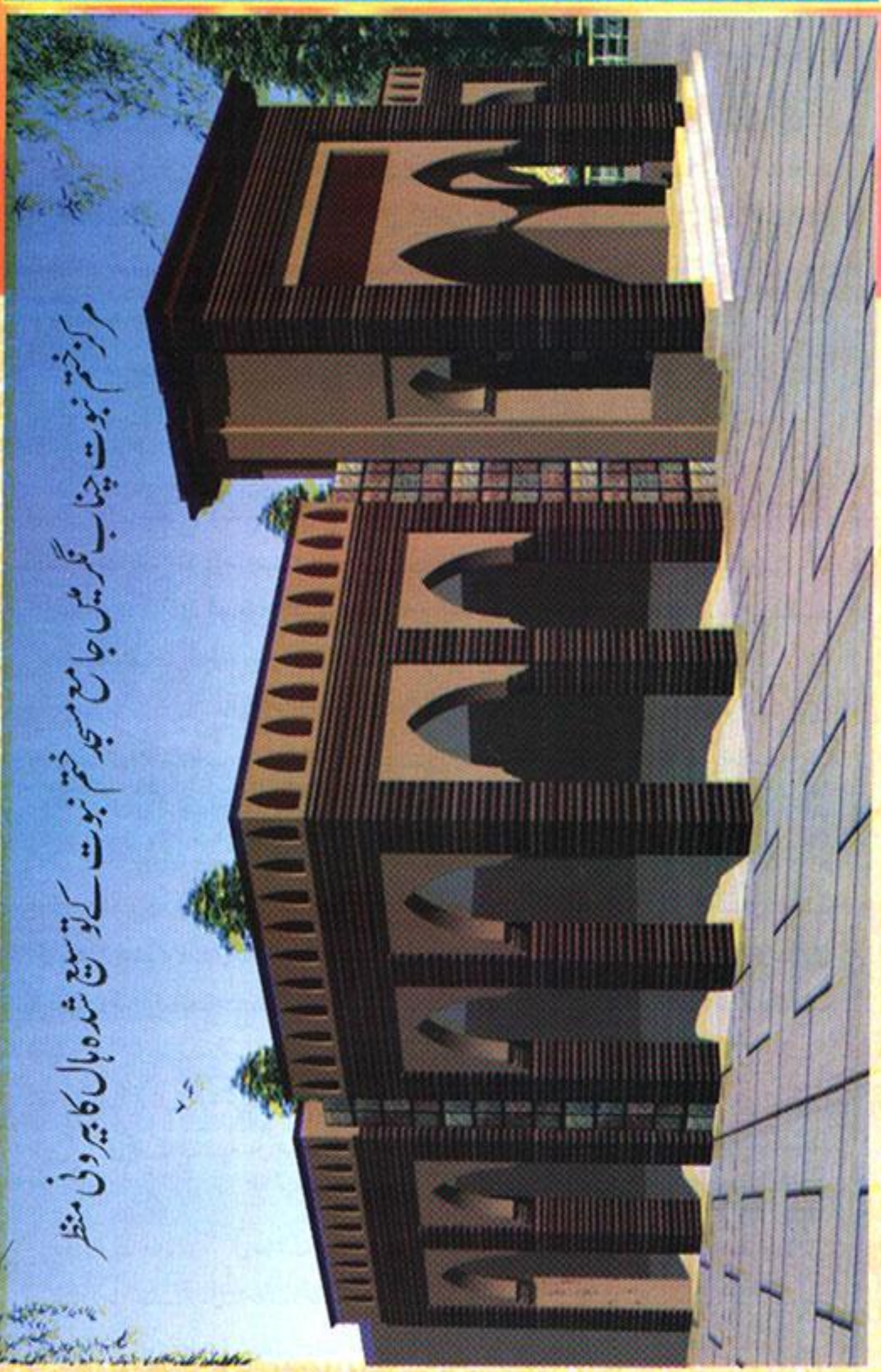

مرکز ختم نبوت چناب نگر میں جامع مسجد ختم نبوت کے توسیع شدہ ہال کا بیرونی منظر

قیمت فی شمارہ -/15 روپے

قیمت سالانہ -/180 روپے